تنظیم اسلامی کا ترجمان

04

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
31واں سال

21 تا 27 جمادی الثانی 1443ھ / 25 تا 31 جنوری 2022ء

نفس کے خلاف جہاد

ہمارا دل ہمارے جسم کے اندر ہے اور اس جسم کے کچھ حیوانی تقاضے (Animal Instincts) ہیں۔ نفس امارہ بھی ہمارے ساتھ لگا ہوا ہے۔ خواہشات بھی ہیں، شہوات بھی ہیں۔ اب جونہی ایمان دل میں داخل ہوا تو کشاکش شروع ہوگئی۔ ایمان کا تقاضا اور مطالبہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات مانو۔ دوسری طرف نفس کہہ رہا ہے کہ نہیں بلکہ میری مانو، میری خواہشات وشہوات پوری کرو۔ چنانچہ اب یہ کشاکش اور رسہ کشی شروع ہوگئی ؏

ایماں مجھے روکے ہے تو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ مرے پیچھے ہے، کلیسا مرے آگے!

یہی سب سے اہم، مرکزی اور بنیادی جہاد ہے اور یہ ممکن ہی نہیں کہ اندر ایمان تو داخل ہو لیکن اس طرح کی جنگ اور کشاکش شروع نہ ہو۔ یا پھر وہ ایمان، حقیقی ایمان نہیں بلکہ مجرد دعوائے ایمان ہے، بالفاظ دیگر ایمان کا خلا ہے۔ کیونکہ جونہی دل میں حقیقی ایمان آئے گا نفس امارہ، خواہشات اور شہوات کے خلاف جنگ شروع ہوجائے گی، ان کے ساتھ تصادم ہوگا۔ نتیجتاً یا ایمان کامیاب ہوگا یا پھر حیوانی داعیات (Animal Instincts) کامیاب ہوں گے۔ یہ جہاد کی اوّلین منزل ہے۔ اسی لیے اس کو اصل جہاد کہا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ)) (مسند احمد)

''اور سچا مجاہد وہ ہے جس نے اللہ کی رضا کی خاطر اپنے نفس کے خلاف جہاد کیا۔''

حقیقتِ ایمان
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل
پاکستانی معیشت .... (انسداد سود کی جدوجہد-1)

سبقت لے جانے والے

ڈیورنڈ لائن تنازع اور......

خالی ہے نیام..........

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

TANZEEM-E-ISLAMI
REPLY TO THE JAMESTOWN
FOUNDATION ARTICLE

الھدیٰ (970)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

انسان کی نافرمانی اور پیغمبروں کی راہنمائی

سُورۃُ الفُرقان | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:55 تا 57

وَ یَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنۡفَعُہُمۡ وَ لَا یَضُرُّہُمۡ ؕ وَ کَانَ الۡکَافِرُ عَلٰی
رَبِّہٖ ظَہِیۡرًا ﴿۵۵﴾ وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا ﴿۵۶﴾ قُلۡ مَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ
عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡرٍ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اَنۡ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیۡلًا ﴿۵۷﴾

آیت:۵۵ ﴿وَیَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنۡفَعُہُمۡ وَلَا یَضُرُّہُمۡ ؕ﴾ ’’اور وہ بندگی کرتے ہیں اللہ کے سوا اُن کی جو نہ تو انہیں کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔‘‘

﴿وَکَانَ الۡکَافِرُ عَلٰی رَبِّہٖ ظَہِیۡرًا ﴿۵۵﴾﴾ ’’اور یہ کافر لوگ اپنے رب کی طرف سے پیٹھ موڑے ہوئے ہیں۔‘‘

یہ لوگ اپنے رب کی طرف متوجّہ ہوتے ہی نہیں۔ ظَھِیر کا معنی ’مددگار‘ بھی ہے اور علٰی مخالفت کے لیے آتا ہے۔ اس طرح ان الفاظ کا مفہوم ہوگا کہ کافر لوگ اپنے رب کے خلاف دوسروں کے مددگار بنتے ہیں۔

آیت:۵۶ ﴿وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا ﴿۵۶﴾﴾ ’’اور نہیں بھیجا ہم نے آپؐ کو مگر بشیر اور نذیر بنا کر۔‘‘

تا کہ جو لوگ حق کا راستہ اختیار کر لیں انہیں اللہ کی رحمتوں اور جنّت کی نعمتوں کی بشارت دیں: ﴿فَرَوۡحٌ وَّرَیۡحَانٌ ۬ۙ وَّجَنَّتُ نَعِیۡمٍ ﴿۸۹﴾﴾ (الواقعۃ) ’’تو اس کے لیے راحت اور سرور اور نعمتوں والی جنت ہے۔‘‘

اور جو لوگ انکار پر مصر رہیں انہیں جہنّم کے عذاب سے خبردار کریں۔

آیت:۵۷ ﴿قُلۡ مَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡرٍ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اَنۡ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیۡلًا ﴿۵۷﴾﴾ ’’آپؐ ان سے کہہ دیجیے کہ مَیں تم سے اس پر کچھ اجر نہیں مانگتا‘ سوائے اس کے کہ جو چاہے اپنے رب کا راستہ اختیار کرے۔‘‘

آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ مَیں تمہیں دعوت دینے اور قرآن سنانے میں ہمہ وقت مصروف رہتا ہوں‘ لیکن مَیں نے اس کے عوض تم لوگوں سے کبھی کوئی اجرت نہیں مانگی‘ کبھی کسی معاوضے کا مطالبہ نہیں کیا۔ تم لوگ مجھ پر شاعر‘ کاہن اور جادوگر ہونے کا الزام تو دھرتے ہو‘ مگر کبھی یہ نہیں سوچتے کہ شاعر‘ کاہن‘ جادوگر وغیرہ سب تو ہر وقت معاوضے اور انعام کے لالچ میں رہتے ہیں‘ جبکہ مَیں تو محض اخلاص اور تمہاری خیر خواہی کی بنیاد پر دعوتِ دین کی خدمت سرانجام دے رہا ہوں۔ اس میں میرا اجر یا معاوضہ ہے تو صرف اس قدر کہ تم میں سے کسی کو اپنے رب کے راستے پر آنے کی توفیق مل جائے‘ اور اس میں بھی تمہارا ہی فائدہ ہے نہ کہ میری کوئی غرض یا منفعت!

فرمان نبویؐ

سب سے بُرا آدمی

عَنۡ اَبِیۡ عَمَامَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مِنۡ شَرِّ النَّاسِ مَنۡزِلَۃً عِنۡدَ اللّٰہِ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ عَبۡدٌ اَذۡھَبَ اٰخِرَتَہٗ بِدُنۡیَا غَیۡرِہٖ)) (سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن)

حضرت ابی عمامۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ’’قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ برا آدمی وہ ہے جو دوسرے کی دنیا بنانے کے لیے اپنی آخرت برباد کر دے۔‘‘

تشریح: دنیا میں تمام انسان آزمائش کی حالت میں ہیں۔ کچھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ مال و دولت دے کر آزما رہا ہے اور کچھ لوگوں کو اس سے محروم کر کے۔ سب امتحان گاہ میں ہیں۔ بعض لوگ دوستی، رشتہ داری یا دنیاوی مفاد کے لالچ میں کسی ظالم کی حمایت کر کے، اسے دنیا میں فائدہ پہنچاتے ہیں، لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ اس سے ان کی اپنی عاقبت خراب ہوگئی۔ جو شخص ظالم کی اعانت کرتا ہے اور اس کے ہاتھ مضبوط کرتا ہے وہ اپنی خوشامدانہ پالیسی سے چاہے اس بدکردار کی دنیا سنوار دے لیکن آخرت میں یہ روسیاہ، بہت رسوا ہوگا اور اس کا شمار بدترین انسانوں میں ہوگا۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
21 تا 27 جمادی الاولیٰ 1443ھ جلد 31
25 تا 31 جنوری 2022ء شمارہ 04
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک .... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل

پاکستانی معیشت کے خدوخال (انسدادِ سود کی جدوجہد-1)

نوٹ: گزشتہ قسط میں ہم نے قارئین سے وعدہ کیا تھا کہ ہم انسدادِ سود کے حوالے سے پاکستان میں (خاص طور پر تنظیم اسلامی کی طرف سے) ہونے والی جدوجہد کا ذکر کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری نظر میں پاکستان میں داخلی اور خارجی سطح پر پیدا ہونے والے تمام مسائل میں معاشی مسائل انتہائی سنگین نتائج پیدا کر رہے ہیں اور سودی معیشت ان تمام مسائل کی بنیاد اور جڑ ہے۔ دینی نقطۂ نظر سے جائزہ لیں تو ہماری شریعت میں سود حرامِ مطلق ہے اور ایسا گھناؤنا منکر ہے کہ اللہ اپنی آخری کتاب قرآن پاک میں سودی لین دین کو اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے خلاف اعلانِ جنگ قرار دیتا ہے۔ کسی بھی منکر کے خلاف اتنے غضب کا اظہار نہیں کیا گیا اور دنیوی طور پر دیکھیں تو یہ انسانوں کے استحصال کا بدترین ذریعہ ہے۔ پہلے زمانے میں فرد غلام ہوتا تھا۔ آج سودی معیشت کی وجہ سے فرد تو جکڑا ہی جاتا ہے لیکن ریاستی سطح پر سودی معیشت نے قوموں کو غلام بنا دیا ہے۔ وہ نہ صرف خارجہ پالیسی بنانے میں آزاد نہیں ہوتیں بلکہ داخلی معاملات میں بھی قرض خواہاں کی ڈکٹیشن قبول کرنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ ہم اس حوالے سے اس قسط میں اپنے تئیں کچھ نہیں عرض کریں گے بلکہ قائداعظم کے ان فرمودات سے آغاز کریں گے جو انہوں نے یکم جولائی 1948ء کو سٹیٹ بینک آف پاکستان کی پشاور شاخ کا افتتاح کرتے ہوئے کہے تھے اور مغرب کی معیشت کی تباہ کاریوں کا ذکر کیا تھا جو اُس وقت بھی سود پر اُستوار تھی۔ علاوہ ازیں انسدادِ سود کے حوالے سے پاکستان میں ہونے والی کوششوں کا ذکر ہم http//:giveupriba.com/ سے مِن وعَن نقل کر رہے ہیں تاکہ اسلامی جماعتوں کے اُن کارکنوں (جن کے لیے مجاہدین کا لفظ زیادہ موزوں ہے) کی جدوجہد کا اعتراف بھی کیا جائے اور حکمرانوں کا اس جدوجہد کے راستے میں روڑے اٹکانے کا رویہ بھی سامنے آجائے جس کے باعث مسلمانانِ پاکستان کی دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو رہی ہیں۔

''یہ بات ایک اٹل حقیقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں کہ پاکستان اسلام کے نام اور کلمہ طیبہ کے اعلان واقرار پر وجود میں آیا۔ لاکھوں جانوں کی قربانی اور ہزاروں عصمتیں لٹوانے کے بعد قائم ہونے والے ملک میں اسلامی شریعت کے علاوہ کسی دوسرے قانون کی بالادستی نہ عقلاً قابلِ تسلیم

ہے اور نہ شرعاً قابل قبول۔ یہی وجہ ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح کا پاکستان کے لیے ایک اسلامی فلاحی مملکت کا وژن اُن کے درجنوں خطابات سے واضح ہوجاتا ہے جو انہوں نے تحریک پاکستان کے لیے جدوجہد کے دوران اور بعد میں ارشاد فرمائے۔ 1948ء میں سٹیٹ بینک آف پاکستان کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے قائد کا یہ بیان تاریخی ریکارڈ کا حصہ ہے۔ انہوں نے فرمایا:

’’آپ کا تحقیقی شعبہ، بنکاری کے طورطریقوں کو معاشرتی اور اقتصادی زندگی کے اسلامی تصورات سے ہم آہنگ کرنے کے سلسلے میں جو کام کرے گا مَیں اس کا دلچسپی کے ساتھ انتظار کروں گا۔ اس وقت مغربی اقتصادی نظام نے تقریباً ناقابلِ حل مسائل پیدا کردیئے ہیں اور ہم میں سے اکثر کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ شاید کوئی معجزہ ہی دُنیا کو اس بربادی سے بچا سکے جس کا اسے اس وقت سامنا ہے.... مغربی اقدار، نظریئے اور طریقے خوش وخرم اور مطمئن قوم کی تشکیل کی منزل کے حصول میں ہماری مدد نہیں کرسکیں گے۔ ہمیں اپنے مقدر کو سنوارنے کے لیے اپنے ہی انداز میں کام کرنا ہوگا اور دُنیا کے سامنے ایک ایسا اقتصادی نظام پیش کرنا ہوگا جس کی اساس انسانی مساوات اور معاشرتی عدل کے سچے اسلامی تصور پر استوار ہو۔ اس طرح سے ہم مسلمان کی حیثیت سے اپنا مقصد پورا کرسکیں گے اور بنی نوع انسان تک پیغامِ امن پہنچاسکیں گے کہ صرف یہی اسے بچاسکتا ہے اور انسانیت کو فلاح و بہبود، مسرت و شادمانی سے ہم کنار کرسکتا ہے۔‘‘ (قائداعظم: تقاریر و بیانات، جلد چہارم، ص 501)

جناب قائد کا یہ بیان ایک نوع کا پالیسی سٹیٹمنٹ ہے جو اپنے مفہوم اور مدعا میں بالکل واضح اور غیر مبہم ہے۔ پاکستان کے مرکزی مالیاتی ادارہ کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے اس اصولی موقف کا اظہار اس امر کا غماز ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی آئینی تاریخ اور سود کی حرمت کا مسئلہ بالکل آغاز ہی سے پہلو بہ پہلو رہا ہے۔

1956ء کے آئین اور 1962ء میں تشکیل پائے جانے والے آئین، دونوں میں صاف اور غیر مبہم طور پر یہ بات درج تھی کہ حکومتِ پاکستان نظامِ معیشت سے سود کی لعنت کو ختم کرنے کے لیے بھرپور کوشش کرے گی۔ اس کے بعد 1973ء کے آئین، جو کہ ہماری تاریخ کا متفقہ آئین اور دستور مانا جاتا ہے، میں کہا گیا ہے ’’حکومت جس قدر جلد ممکن ہوسکے ربا کو ختم کرے گی۔‘‘ 1962ء کے آئین کے آرٹیکل 38 کی ذیلی دفعہ میں آئین کی تشکیل کے علاوہ قومی سطح پر اسلامی نظریاتی کونسل کے نام سے ایک دستوری ادارہ قائم کیا گیا جس میں تمام مسالک اور مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے مستند علماء کرام کو نمائندگی دی گئی۔ اس ادارے کے فرضِ منصبی میں یہ بات شامل کی گئی کہ یہ ادارہ ایسی تجاویز مرتب کرے گا جن پر عمل کرکے پاکستانی عوام کی زندگیوں کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھالا جاسکے۔

چنانچہ 3 دسمبر 1969ء کو اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی آئینی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے اپنی ایک رپورٹ میں اتفاقِ رائے سے اس امر کا اظہار کیا کہ ’’ربا اپنی ہر صورت میں حرام ہے اور شرح سود کی کمی بیشی سود کی حرمت پر اثر انداز نہیں ہوتی‘‘۔ مزید یہ کہ موجودہ بینکاری نظام کے تحت افراد، اداروں اور حکومتوں کے درمیان قرضوں اور کاروباری لین دین میں اصل رقم پر جو اضافہ یا بڑھوتری لی یا دی جاتی ہے وہ ربا کی تعریف میں آتی ہے۔ سیونگ سرٹیفکیٹ میں جو اضافہ دیا جاتا ہے وہ بھی سود میں شامل ہے۔ پراویڈنٹ فنڈ اور پوسٹل بیمہ زندگی وغیرہ میں جو سود دیا جاتا ہے وہ بھی ربا میں شامل ہے اور اس کے ساتھ ساتھ صوبوں، مقامی اداروں اور سرکاری ملازمین کو دیے گئے قرضوں پر اضافہ بھی سود ہی کی ایک قسم ہے، لہٰذا یہ تمام صورتیں حرام اور ممنوع ہیں۔

کونسل کی مذکورہ بالا رپورٹ کے 8 سال بعد 1977ء میں صدرِ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے کونسل کو ہدایت کی کہ کونسل ضروری تحقیق اور تفتیش کے بعد ایسے طریقے بھی تجویز کرے جن کو اپنا کر سود جیسی لعنت کا خاتمہ کیا جاسکے۔ چنانچہ کونسل نے بینک ماہرین، اقتصادیات کے ماہرین اور علماء سے طویل گفتگو اور مباحث کے بعد اور عالمی سطح پر اس مسئلے کی پیچیدگیوں کے گہرے مطالعے کے بعد 25 جون 1980ء کو اپنی رپورٹ صدرِ پاکستان کے سامنے پیش کردی۔ اس رپورٹ میں سود کو ختم کرکے اس کے متبادل نظام کی جملہ تفصیلات درج تھیں اور کہا گیا تھا کہ ان تجاویز پر عمل درآمد سے دو سال کے اندر اندر پاکستان کی معیشت سود سے مکمل طور پر پاک ہوسکتی ہے۔

اس رپورٹ کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ سعودی عرب کی کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی جدہ نے اس کا عربی زبان میں ترجمہ کر کے اپنی حکومت، اہل علم اور عوام کے استفادے کے لیے شائع کیا۔ لیکن قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ اسلام کے نام پر حاصل ہونے والے ملک کی افسر شاہی نے اس رپورٹ پر عمل درآمد کے ضمن میں سنجیدہ کوششیں نہیں کیں اور کچھ نیم دلانہ انداز میں اور بہت ہی محدود پیمانے پر مشارکہ، مضاربہ، مرابحہ اور بیع مؤجل ایسے انداز سے متعارف کروائیں کہ خاطر خواہ نتیجہ اور خیر برآمد نہ ہوسکا۔ چنانچہ کونسل نے ایک اور revised report تیار کی جس میں ان الفاظ میں تنبیہہ اور اظہارِ افسوس کیا گیا کہ ”کونسل نے 81-1980ء میں کیے جانے والے ان اقدامات کا جائزہ لیا جو حکومت نے اسلامی نظامِ معیشت کے نفاذ کے سلسلے میں انجام دیے ہیں، ان میں خاتمہ سود کے لیے کیے جانے والے اقدامات ان سفارشات کے بالکل برعکس ہیں جو کونسل نے تجویز کیں .... حکومت نے وہ طریقہ اختیار کیا جو مقصد کو فوت کرنے کا سبب بن گیا۔“

کونسل کی تنبیہات کا حکومتِ وقت پر جب کوئی اثر نہ ہوا تو 1990ء میں ایک پاکستانی محمود الرحمٰن فیصل نے وفاقی شرعی عدالت، جو کہ اسلامی قوانین کے مطابق اور اسلامی احکام کے تحت فیصلہ دینے کے لیے وجود میں لائی گئی تھی، میں ایک پٹیشن نمبر 30/1 داخل کی اور عدالت سے استدعا کی کہ رائج الوقت سودی نظامِ معیشت کو غیر اسلامی قرار دے کر اس پر پابندی عائد کی جائے اور حکومتِ وقت کو ہدایت کی جائے کہ پاکستان کے معاشی نظام سے سود جیسی لعنت کا خاتمہ کیا جائے۔ وفاقی شرعی عدالت نے اس کیس اور اسی سے ملتے جلتے 114 دیگر کیسز کی مشترک سماعت کی۔ دورانِ سماعت بینکرز، اکانومسٹس، حکومتی نمائندوں اور علماء کو تفصیلی طور پر سنا اور دقیق بحثیں کیں اور تحریری اور زبانی بیانات حاصل کیے اور اکتوبر 1991ء میں 157 صفحات پر مشتمل اپنا تاریخی فیصلہ سنایا۔ اُس وقت کی وفاقی شرعی عدالت جسٹس تنزیل الرحمٰن بطور چیف جسٹس، جسٹس فدا محمد خان اور جسٹس عبید اللہ خان پر مشتمل تھی۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں نہ صرف یہ کہ سود کی ایسی تعریف متعین کی جسے معیار بنا کر مروّجہ نظامِ معیشت میں پائے جانے والے سودی معاملات اور آئین اور دستور میں مذکور سودی دفعات کا جائزہ لیا جاسکتا تھا، بلکہ رائج تمام سودی قوانین (22 قوانین) کا جائزہ لے کر بینکنگ سمیت تمام سودی لین دین کو حرام قرار دیا اور وفاقی حکومت اور تمام صوبوں سے بھی کہا کہ وہ 30 جون 1992ء تک متعلقہ قوانین میں تبدیلی کرلیں اور یہ بھی کہ یکم جولائی 1992ء سے تمام سودی قوانین غیر آئینی ہوجائیں گے اور تمام سودی کاروبار غیر اسلامی ہونے کی بنا پر ممنوع قرار پائے گا۔

وفاقی شرعی عدالت کے مذکورہ بالا فیصلے کو عوامی سطح پر زبردست پذیرائی ملی اور یہ امید پیدا ہوگئی کہ شاید پاکستان کے قیام کے 45 سال بعد اب ہمارا معاشی قبلہ درست ہوجائے گا اور عوام کو سود جیسے استحصالی اور ظالمانہ ہتھکنڈے سے نجات مل جائے گی۔ لیکن دوسری طرف سودخوروں اور بینکوں کو فکر لاحق ہوگئی کہ ان کا پھیلایا ہوا سودی قرضوں کا جال کہیں کمزور نہ پڑ جائے اور حکومت کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ کہیں بین الاقوامی سطح پر قرضوں کے حصول میں مشکلات نہ پیدا ہوجائیں۔۔۔ اور یہ بھی کہ کہیں تجارتی سرگرمیاں موقوف نہ ہوجائیں۔ چنانچہ 30 جون کے آنے سے پہلے پہلے مالیاتی اداروں، بینکوں اور بعض افراد نے سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بینچ میں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیلیں دائر کردیں۔ یہ اپیلیں فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹ بن گئیں اور سات سال تک سردخانے میں پڑی رہیں۔“ (جاری ہے)

ضرورت سٹاف

مکتبہ خدام القرآن لاہور کے لیے پرنٹنگ کے شعبہ سے متعلق ایک محنتی اور ایماندار کارکن کی ضرورت ہے۔

برائے رابطہ: 0300-4470866
36-K ماڈل ٹاؤن، لاہور 042-35869501-3

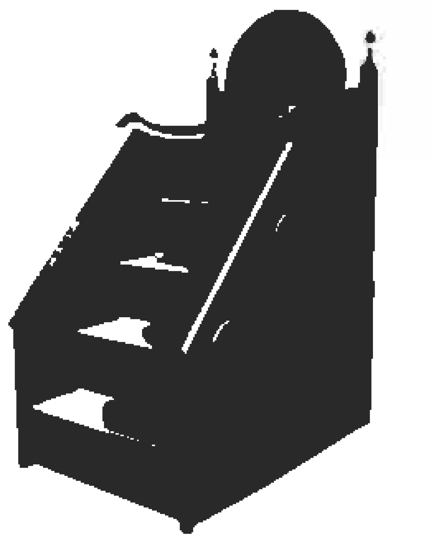

سبقت لے جانے والے

(سورۃ الواقعہ کی آیات 10 تا 14 کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 7 جنوری 2022ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن حکیم کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں آج ہم ان شاء اللہ سورۃ الواقعہ کی آیت 10 تا 14 کا مطالعہ کریں گے۔ ارشاد ہوا:

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾﴾ ''اور آگے نکل جانے والے تو ہیں ہی آگے نکل جانے والے۔''

سبقت کا لفظ اپنی جگہ بہت اہم ہے۔ انگریزی میں اس کے لیے competition کا لفظ آتا ہے۔ بچے سکول میں پڑھ رہے ہیں تو ان کے درمیان competition ہوتا ہے کہ امتحان میں کس کے نمبر زیادہ آتے ہیں، پوزیشن کون لیتا ہے۔ اسی طرح مارکیٹ میں ایک competiton ہوتا ہے۔ پھر ممالک میں بھی مختلف شعبوں میں competition ہوتا ہے۔ فرد ہو یا ملک آج ہر کوئی دنیا کی دوڑ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتا ہے، ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ کا کلام بتاتا ہے کہ:

''تمہیں غافل کیے رکھا ہے بہتات کی طلب نے! یہاں تک کہ تم قبروں کو پہنچ جاتے ہو۔'' (التکاثر:1،2)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بندے کو اگر ایک وادی بھر کر سونا مل جائے تو تمنا کرے گا ایک اور مل جائے۔ اور مل جائے تو تمنا کرے گا کہ ایک اور مل جائے۔ حدیث میں ذکر آیا کہ اس کی اس ہوس کو قبر کی مٹی ہی بجھا سکتی ہے۔ آج خاندانوں کے درمیان ریس یہ لگی ہوتی ہے کہ ہمارا گھر چھوٹا ہے۔ فلاں کا گھر بڑا کشادہ ہے۔ فلاں نے برینڈڈ کار نکلوالی ہے، اسی طرح سیل فون کی دوڑ ہے کہ فلاں کے پاس سمارٹ فون بہت عمدہ ہے، ہمارے پاس اس سے بہتر ہونا چاہیے۔ جبکہ اللہ کی کتاب کہتی ہے کہ تم کس competition میں پڑ گئے ہو۔ محض دنیوی ترقی کے لیے جتنی بھی دوڑ لگا لیں یہ سب کچھ یہیں رہ جانا ہے اور تم نے صرف دو گز زمین میں دفن ہونا ہے۔ اگر تمہیں ایک دوسرے سے سبقت لے جانی ہے تو نیکی کے کاموں میں سبقت حاصل کرو۔ فرمایا:

﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ﴾ (البقرۃ: 148) ''تو (مسلمانو!) تم نیکیوں میں سبقت کرو۔''

مقابلے کا رجحان، سبقت لے جانے کی خواہش انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ جس طرح کھانے پینے کی خواہش انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ اگر اس خواہش کو کچل دیں گے تو یہ غیر فطری عمل ہوگا۔ اسی طرح خواہش نفس

مرتب: ابو ابراہیم

کو پورا کرنے کا جائز طریقہ اللہ نے نکاح کو بنایا ہے۔ غصہ انسان کی فطرت میں شامل ہے لیکن اللہ نے بتایا کہ غصہ کہاں آنا چاہیے۔ اماں عائشہ ؓ بتاتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ عام حالات میں غصہ نہیں کرتے تھے لیکن جب اللہ کی کوئی حد ٹوٹتی تھی تو سب سے زیادہ غصہ حضور ﷺ کو آتا تھا۔ اسلام انسان کی فطرت کو کچلتا نہیں بلکہ صحیح رخ پر ڈالتا ہے۔ اسی طرح سبقت لے جانے کی خواہش بھی انسان کی فطرت میں شامل ہے لیکن اللہ نے بتایا کہ تمہیں سبقت کس میدان میں لے جانی چاہیے۔ اللہ نے بتا دیا کہ دنیا کے حصول کی دوڑ میں مت پڑو کیونکہ یہ اصل زندگی میں تمہارے کام آنے والی چیز نہیں۔ محنت اس چیز کے حصول میں کرو جو تمہارے کام بھی آئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے کہ یہاں مال جمع نہ کرو جہاں چوری کا خطرہ ہے، دیمک لگ جانے کا اندیشہ ہے وہاں جمع کرو جہاں کوئی چوری کا اندیشہ نہیں ہے۔ یعنی آخرت کے بینک میں جمع کرو جہاں تمہاری کمائی ضائع نہیں ہوگی۔ سمجھنے کا نکتہ یہ ہے کہ ہمارے اندر جو فطری جذبات کا سلسلہ اللہ نے رکھا یہ قیمتی ہے، یہ فضول چیزوں میں ضائع نہ ہو جائے۔ اس لیے اسلام انہیں صحیح رُخ پر ڈالتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ خیرات (نیکیوں میں) سبقت حاصل کرو۔ خیرات کا لفظ خیر سے بنا ہے، یعنی نیکی اور خیر کے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ یہ سبقت کا مثبت پہلو ہے۔ صحابہ کرام ؓ کے درمیان بھی competition کا جذبہ موجود تھا۔ غزوۂ تبوک میں سیدنا عثمان ؓ کا ڈھیروں مال بھی ہے۔ ایک صحابیؓ رات بھر ایک یہودی کے باغ میں مزدوری کرتے رہے اور بدلے میں چند کھجوریں ملیں۔ ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا، آدھا گھر والوں کے لیے اور آدھا اللہ کے راستے میں دینے کے لیے لے کر آئے۔ حضور ﷺ نے ان کھجوروں کو سارے مال کے اوپر رکھا۔ یہ اللہ کے ہاں اخلاص کے ساتھ پیش کی گئی کھجوروں کی قدر تھی۔ اسی موقع پر حضرت عمر ؓ اپنے گھر کا آدھا سامان لے کر آ گئے۔ حضرت عمر ؓ فرماتے ہیں کہ میں اس خیال سے گھر سے نکلا کہ آج میں ابوبکر صدیق ؓ کو پیچھے چھوڑ دوں گا لیکن وہاں پہنچے تو کیا دیکھ رہے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ پورے گھر کا مال لے کر آئے

ہوئے ہیں۔ یہ تھا صحابہ کرام ؓ میں مقابلے کا رجحان اور سبقت لے جانے کا انداز۔ بہر حال خیر میں سبقت لے جانے کا موضوع قرآن میں تقریباً دس مرتبہ آیا ہے۔ سورۃ الحدید میں دنیا کی بے ثباتی کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

﴿سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۙ﴾ (آیت: 21)

’’ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو اپنے رب کی مغفرت اور اُس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان اور زمین جیسی ہے۔‘‘

یہ competition مطلوب ہے مگر بھلائی کے کاموں میں، اللہ کی جنت کے حصول کے لیے، اللہ سے مغفرت کی طلب کے لیے۔ ان کاموں میں سبقت لے جانے والے روز قیامت جنت کے راستوں پر سب سے آگے ہوں گے اور جنت میں سب سے اعلیٰ درجات والے ہوں گے۔ اللہ ہمیں ان میں شامل فرمائے۔

ہم دنیوی لحاظ سے اعلیٰ درجات، اے پلس مارکس حاصل کرنے کی دوڑ میں لگے ہوتے ہیں لیکن دین کے لیے کم تر درجہ کیوں مطلوب ہوتا ہے حالانکہ پتا ہے کہ موت کے بعد دنیا کا سامان دنیا میں ہی رہ جانا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ریٹائرمنٹ کے بعد دین کے لیے وقت دوں گا، لیکن ریٹائرمنٹ کے بعد بچتا کیا ہے۔ البتہ اللہ جس کو توفیق دے، یہ اللہ کی نعمت ہے۔ ہمارا دین ہر ایک کو موٹیویٹ کرتا ہے، ترغیب وتشویق دلاتا ہے، چاہے وہ بچے ہوں، بوڑھے ہوں، مرد ہوں عورت ہوں۔ نابالغ بچوں کی نیکیاں اللہ کے ہاں مقبول ہیں اور گناہ کریں تو معاف ہے اور بوڑھے ہوں تو ان کے لیے بھی دین میں ترغیب وتشویق موجود ہے۔ عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم دین کے لیے اپنا بہترین سرمایہ لگائیں۔ کبھی وہ بھی ٹرینڈ تھا جو اب تھوڑا کم ہوا ہے۔ کسی کے چار بچے ہیں تو ایک کو بیوروکریٹ بنا دیا، دوسرے کو فلاں فیلڈ میں، تیسرے کو فلاں فیلڈ میں لگا دیا اور چوتھا تھوڑا سا کند ذہن ہے، تھوڑا سا معذور ہے تو اس کو مدرسے میں ڈال دیا۔ کیا باقی والوں کے لیے دین نہیں ہے؟ سب کو عالم، مفتی بنانا مقصود نہیں لیکن بنیادی دینی تعلیم کا ہونا ضروری ہے لیکن اگر ہم کمزور طلبہ کو مدرسے میں ڈالیں گے تو پھر منبر ومحراب پر جو کچھ ہو رہا ہے اس پر کڑھتے رہیں گے، ہم دین کے کام کے لیے بیسٹ سٹوڈنٹ کیوں داخل نہیں کرتے؟ ہم

خیر امت ہیں نا۔ قرآن فرماتا ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾

(آل عمران: 110) ’’تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے‘‘

بہترین امت کو اپنے بہترین سورسز بہترین کام کے لیے لگانے چاہئیں۔ یہ اُمت مال ودولت، تیل کے کنوؤں، جائیدادوں، ڈریس کوٹ کی وجہ سے بہترین نہیں ہے بلکہ اپنے اس فریضے کی وجہ سے بہترین اُمت تھی جس کے لیے اس کو برپا کیا گیا اور وہ فریضہ تھا اسلام کو سربلند کرنے کا۔ اُمت اس فریضے کو ادا کرے گی تو اُمت کہلائے گی۔ جو اس فریضے کو ادا کرے گا تو وہی اُمتی کہلائے گا۔ یہ امت امت والا کام کرے گی تو اللہ کی رحمت کے سائے تلے رہے گی۔ آج امت کا ستیاناس ہو رہا ہے، امت کا خون سب سے سستا ہوا ہے، مسلمان کی جان سب سے سستی ہے، مسلمانوں کی بستیاں سب سے زیادہ ظلم وستم کا نشانہ ہیں۔ یہ سب مصائب اسی وجہ سے ہیں کہ ہم مسلمان تو ہیں مگر اُمت نہیں رہے کیونکہ اُمت والے کام کریں گے تو اُمت بنیں گے۔ یہ اُمت دوبارہ بہترین اُمت اس وقت بنے گی جب یہ بہترین کام کے لیے اپنی بہترین صلاحیتیں لگائے گی۔ چاہے وہ ہماری جوانیاں ہوں، ہماری دنیوی اثاثے ہوں یا ہماری اولادیں ہوں۔ اللہ نے ہمیں جو بھی صلاحیتیں دی ہیں ان کو سب سے بہترین کام میں لگانا

پریس ریلیز 21 جنوری 2022ء

دہشت گردی کی نئی لہر پوری قوم کے لیے لمحہ فکریہ ہے

شجاع الدین شیخ

دہشت گردی کی نئی لہر پوری قوم کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے نیو انارکلی لاہور میں بم دھماکے کی مذمت کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ بلوچ نیشنلسٹ آرمی (بی این اے) کا اِس دہشت گردی کی ذمہ داری قبول کرنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ اِس دہشت گردی کی پشت پر ہمارا ازلی اور دیرینہ دشمن بھارت ہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ معصوم شہریوں کو شہید کرنا انتہائی بزدلانہ اور سفاکانہ فعل ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ حساس اداروں کی طرف سے ممکنہ دہشت گردی کا الرٹ جاری ہونے کے باوجود ایسے ہولناک واقعہ کا سدِّ باب نہ ہونا ہمارے سیکورٹی اداروں کی ناکامی کا واضح ثبوت ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ ریاست کو اِس حوالے سے بہت چوکنا رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ خطے میں کشیدگی بڑھتی جارہی ہے اور دشمن ہمارے اندرونی حالات میں مزید بگاڑ پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کرے گا۔ اُنھوں نے کہا کہ دہشت گردی کے خاتمے کے لیے حکومت، اپوزیشن سمیت تمام سٹیک ہولڈرز کو آن بورڈ لے تاکہ ساری قوم متحد ہوکر اِن دہشت گردوں کے مذموم مقاصد کو ناکام بنا سکے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

چاہیے۔ اگر ہم دین کے لیے جدوجہد کریں گے تو اللہ ہمیں دوبارہ عزت بھی دے گا، طاقت بھی دے گا۔ اللہ غیور ذات ہے۔ وہ دنیا کو ذلیل کر کے ہمارے قدموں میں ڈالے گا۔ لیکن اگر دنیا کو مقصود بنائیں گے تو ہم ذلیل ہو جائیں گے۔ اللہ ہمیں سمجھ عطا فرمائے کہ ہم اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھیں۔

آگے ارشاد ہوا:

﴿اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ⑪﴾ ’’وہی تو بہت مقرب ہوں گے۔‘‘ (الواقعہ)

مقربون کے معنی ہیں قرب والے۔ یعنی وہ لوگ اللہ کی جنتوں میں اللہ کے بہت قریب ہوں گے۔ یہ سب لوگ اس دنیا میں خیر اور نیکی کے کاموں میں سبقت لے جانے والے ہوں گے۔ آگے فرمایا:

﴿فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ⑫﴾ ’’یہ نعمتوں والے باغات میں ہوں گے۔‘‘ (الواقعہ)

جنت کے نظارے جابجا قرآن پاک میں بیان ہوئے ہیں۔ آگے مقربین کے متعلق ایک اہم بات بتائی جا رہی ہے کہ ان میں کس زمانے کے لوگ زیادہ تعداد میں ہوں گے اور کس زمانے کے تھوڑی تعداد میں۔ فرمایا:

﴿ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ⑬﴾ ’’یہ بڑی تعداد میں ہوں گے پہلوں میں سے۔‘‘

﴿وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ⑭﴾ ’’اور تھوڑے ہوں گے پچھلوں میں سے۔‘‘

معلوم ہوا کہ مقربین کی ایک بڑی تعداد پہلے لوگوں پر مشتمل ہوگی اور بہت تھوڑی تعداد بعد والوں کی ہوگی۔ اس مقام کی تفسیر میں کئی باتیں ہمارے مفسرین نے بیان فرمائی ہیں۔ میں یہاں دو نکات عرض کر دیتا ہوں۔ ایک رائے ہے کہ مقربین میں اس امت کی ایک بڑی تعداد اوّلین میں سے ہوگی۔ اوّلین کون ہیں؟ اس کی وضاحت جمعہ کے خطبے میں بھی آتی ہے کہ:

((خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم))

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ بہترین دور میرا ہے۔ یعنی آپ ﷺ کا اور صحابہ کرام ؓ کا دور سب سے بہترین دور تھا۔ پھر جو ان کے بعد ہوں گے یعنی تابعین، پھر وہ جو ان کے بعد ہوں گے یعنی تبع تابعین۔ یہ تین اس اُمت کی بیسٹ جنریشنز ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ مقربین میں بڑی تعداد انہی تین جنریشنز میں سے ہوگی جبکہ اس کے بعد والوں میں سے بہت تھوڑی تعداد ہوگی۔ دوسری رائے یہ ہے کہ ہر دور اپنے اعتبار سے ایک دور کہلائے گا۔ کبھی دین مغلوب ہو جاتا ہے اور کسی دور میں پھر غالب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جس دور میں بھی دین غالب ہوگا اور اس کے غلبہ کی جدوجہد میں شامل ہونے والے، غلبۂ دین کی جدوجہد میں سبقت لے جانے والے مقربین میں شامل ہوں گے جبکہ اس جدوجہد میں جو لوگ بعد میں شامل ہوں گے ان میں تھوڑی تعداد مقربین کی ہوگی۔ اس تشریح میں ایک تسلی ہمیں بھی مل جاتی ہے۔ آج بھی ایک مغلوبیت کا دور تو ہے۔ آج دین کے لیے جدوجہد کرنا کئی اعتبار سے ایک مشکل کام ہے، کئی مشکلات کا سامنے ہے۔ سعودی عرب کے حالات کو ہی مدنظر رکھ لیجیے جو اسلام کا مرکز تھا مگر آج وہاں دین کی بات کرنا مشکل ہو چکا ہے۔ پاکستان میں تو ہم بڑے آرام سے دین کی بات کر لیتے ہیں، تنقید بھی کر لیتے ہیں، مذمت بھی کرتے ہیں، ہم پریس ریلیز بھی جاری کر دیتے ہیں لیکن سعودی عرب کے دینی طبقات کے لیے یہ کام کرنا ناممکن ہے۔ ان کے لیے زندگی مشکل کر دی گئی۔ مگر ان میں سے دو چار کھڑے ہو کر شہید بھی ہوئے ہیں، قید بھی کیے جا رہے ہیں۔ اس دور کے اعتبار سے جو لوگ غلبۂ دین کی جدوجہد میں سب سے آگے ہیں، سب سے پہلے اس دعوت کو قبول کرتے ہیں اور اس جدوجہد میں سبقت لے جاتے ہیں، دین کے تقاضوں پر عمل کرنے میں پیش پیش ہوں گے ان شاء اللہ وہ سابقون میں سے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی سابقون اور مقربین جیسے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت میں ان میں شامل فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(4 تا 11 جنوری 2022ء)

منگل (04 جنوری) کو مرکزی عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ شام کو کراچی روانگی ہوئی۔

بدھ (05 جنوری) قرآن اکیڈمی کراچی میں بعد نماز ظہر ایک نجی ٹی وی چینل کے لیے ’’قرآن اور اقوام انبیاء ؑ‘‘ کے موضوع پر رمضان المبارک میں نشر کرنے کے لیے پروگرام ریکارڈ کروائے۔

جمعرات (06 جنوری) کو معمول کی مصروفیات رہیں۔

جمعہ (07 جنوری) کو مسجد شادمان میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔

ہفتہ (08 جنوری) طلب اصلاح خطوط کے حوالے سے مرکز میں نائب امیر، ناظم اعلیٰ، ڈاکٹر سید عطاء الرحمن عارف، ڈاکٹر امتیاز احمد، ڈاکٹر غلام مرتضیٰ اور خورشید انجم سے آن لائن مشاورت ہوئی۔

منگل (11 جنوری) کو گلستانِ جوہر میں رجوع الی القرآن کورس کے شرکاء سے ’’فرضیتِ اقامتِ دین‘‘ کے موضوع پر خطاب فرمایا اور سوالات کے جوابات دیئے۔

نائب امیر صاحب سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل رابطہ رہا۔

غم نہ کریں

ہم پر جو بھی مصیبت آتی ہے، وہ اللہ ہی کی مرضی اور اجازت سے آتی ہے، اس کے اذن کے بغیر کائنات میں ایک پتا بھی نہیں ہل سکتا، وہ ہمارا کارساز اور پروردگار ہے، اگر اس کی مشیت ہو کہ ہمیں کوئی تکلیف آئے تو سر آنکھوں پر۔ (ملفوظات ڈاکٹر اسرار احمدؒ)

16

حضورِ رسالت ـــ 9 ـــ (VIII)

دلِ خود را اسیر رنگ و بُو کرد
تہی از ذوق و شوق و آرزو کرد
صفیر شاہبازاں کم شناسد
کہ گوشش با طنینِ پشّہ خو کرد

ترجمہ اس (دورِ حاضر کے مسلمان) نے اپنے دل کو رنگ و بو کا قیدی بنالیا ہے (اور اس کا دل) ذوق و شوق اور خواہشات سے خالی ہو گیا ہے۔

وہ شہبازوں کی آواز کو نہیں پہچانتا کیونکہ اس نے اپنے کانوں کو مچھر کی بھنبھناہٹ کا عادی کرلیا ہے۔ (مراد یہ کہ دین سے کنارہ کشی اختیار کر کے دنیا میں کھو گیا ہے)۔

تشریح اے سرتاجِ انبیاء حضرت محمد ﷺ! آج کے اس دور کے مسلمان نے منحوس برطانوی غلامی میں محو ہو کر اپنے آپ کو رنگ و بو کا قیدی بنالیا ہے اور دنیاوی آسائشوں اور رنگینیوں کا دلدادہ بنالیا ہے۔ ایک حقیقی مسلمان کی حیثیت سے ہمارا شوق و ذوق ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں اس کے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ سے محبت و عشق کا قلادہ گردن میں ہو اور آپ کے ہر حکم پر سرِ تسلیم خم کرنے والے ہوں لیکن مسلمان بننے، مسلمان رہنے، مسلمان جینے اور مسلمان مرنے کی آرزو ختم ہو چکی ہے۔

آج کا مسلمان ایسی آوازوں اور نصیحت آمیز باتوں پر کم توجہ دیتا ہے (اور شاید پہچانتا بھی نہیں) کہ جس سے اس میں انگریز کی غلامی سے نجات کا جذبہ بیدار ہو۔ اس نے ایسی شاندار جذباتی آزادی کے نغموں سے بے رُخی اختیار کرلی ہے اور اب اس کے کان صرف گندی اور نکمّی چیزوں کو سنتے ہیں اور اس کے عادی ہیں (قرآن مجید کو چھوڑ دیا آج فلمی گانے، بے ہنگم موسیقی اور اخلاق دشمن کارٹونوں اور ڈراموں سے محظوظ ہوتا ہے) یعنی مسلمان شاہبازوں اور مجاہدوں کی آوازوں کی بجائے مچھر کی بھنبھناہٹ کو ہی نعمت اور موسیقی سمجھ کر اس سے دل بہلاتا ہے۔ فیا اسفا!

مغربی نظامِ تعلیم نے گزشتہ دو صدیوں سے اُمتِ مسلمہ کے مسلمان ممالک کے طول و عرض میں سیکولر، لبرل، بے خدا، خدا بے زار، وحی دشمن، انسان دشمن اور حیوانی تہذیب کو جنم دیا ہے جس سے تعلیم یافتہ انسان اپنے آپ کو بندر کی نسل سے ذرا ترقی یافتہ بندر (LATEST MODEL) سمجھتا ہے۔ جبکہ قرآن مجید میں انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی شاہکار مخلوق کہا ہے اور کہا ہے کہ میں نے اس کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے (لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ) (سورۂ ص) یعنی انسانی جسد اور انسانی روح یا خودی دو مستقل وجود ہیں جن کا مجموعہ انسان ہے۔ مغرب اس انسان کو صرف حیوانِ محض اور درندہ سمجھتا ہے اس کے افکار و نظریات و نظامِ تعلیم اسی انسان کی تربیت و GROOMING ہے کہ بہتر اور تیز درندہ اور کھلے عام بے حیائی کرنے والا اور ہر قسم کے اخلاق، لباس، رشتہ داریوں اور حلال و حرام کے ضابطوں سے آزاد رہ کر جو دل چاہے وہ کرے، جو دل مانگے وہ دکھائے اور جب جنسی خواہش پیدا ہو جہاں سے جیسے تیسے پوری کرلے۔ جبکہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو موت سے پہلے کی زندگی اور موت کے بعد کی زندگی کے اصول وضوابط بتاتا ہے اور اس کے لیے انسان کے اخلاق و کردار کو سنوارتا ہے۔ آج کا مغرب زدہ مسلمان خداشناسی، آخرت شناسی اور خودی شناسی سے بہرہ (تہی دامن) اور حیوانیت میں یکتا ہے کردار، ضمیر اور اخلاقی قدروں سے نابلد ہے۔ فیا اسفا۔

حضورِ رسالت ـــ 9 ـــ (IX)

بروے او درِ دل ناکشادہ
خودی اندر کفِ خاکش نزادہ
ضمیر او تہی از بانگ تکبیر
حریم ذکرِ او از پا فتادہ

ترجمہ اس کے سامنے دل کا دروازہ نہیں کھلا ہوا۔ اس کی مٹی کی مٹھی (جسم) میں خودی پیدا نہیں ہوئی۔ مراد اپنی ذات کے جوہر اور اپنی حقیقت سے نا آشنا ہے۔

اس کا ضمیر اللہ اکبر کی آواز سے خالی ہے۔ اس کے ذکر کا حریم (یعنی دل سے اللہ کا ذکر) ختم ہو چکا ہے۔

تشریح آج کا مسلمان بطن و فرج کا پجاری اور خودی و خودشناسی سے بے بہرہ ہے۔ اس کا دل نیکی، بھلائی، معروف اور حق سے نا آشنا ہے اس نے دل کا یہ دروازہ ہی بند کرلیا ہے اور اس کے جسم و جان میں خودی پیدا ہی نہیں ہوتی۔ اس کا تن اس خودی سے آشنا ہے اپنے جوہر اور خودی کے نتیجے میں خودشناسی و خداشناسی سے کوسوں دور ہے۔ اس کے سینے میں ایک مسلمان کا دل نہیں لگتا کہ مسلمان تو تکبیر سے آشنا ہوتا ہے نعرۂ تکبیر اور تکبیرِ رب کی صدائیں اس کے لیے جانی پہچانی ہوتی ہیں مگر آج مسلمان کا ضمیر اور باطن ان باتوں سے نا آشنا اور بے بہرہ ہے اس کے اندر دل کی دنیا اپنے رب کی یاد سے عاری ہے اور ضمیر شاید مردہ ہو چکا ہے کہ اس کے سینے میں ذکرِ خداوندی کی صدا آنا بند ہو گئی ہے اور اس کی طرف اب وہ کوئی کشش اور میلان یا تڑپ بھی محسوس نہیں کرتا ایسے مسلمانوں کو برطانوی منحوس استعمار کے خلاف آمادۂ عمل کرنا جوئے شیر نکالنے کے مترادف ہے۔

نظامِ خلافت کو ختم کرنے کے بعد ہمارا دشمن دلیر اور جری ہوا۔ اگر خلافت کا نظام قائم ہوگا تو جیسے ہم پہلے دنیا پر غالب تھے اسی طرح عالمِ اسلام پھر ساری دنیا پر غالب ہوگا۔ ان شاء اللہ: ایوب بیگ مرزا

جب نیشن سٹیٹ وجود میں آئیں تو مسلم امہ کے اندر سے (اشداء علی الکفار ورحماء بینھم) والا معاملہ ختم ہونا شروع ہوگیا: رضاء الحق

افغان طالبان نے بیس سال پاکستان کی مجبوریوں کو برداشت کیا، اب پاکستان کی باری ہے کہ وہ افغان طالبان کی مجبوریوں کو سمجھے: عظمت ثاقت ممتاز

ڈیورنڈ لائن تنازع اور اس کا حل کے موضوعات پر
حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: ڈیورنڈ لائن کی مختصر تاریخ کیا ہے اور یہ پاکستان اور افغانستان کے درمیان وجہ تنازع کیوں بنی رہی؟

رضاء الحق: تقریباً 2 ہزار 6 سو کلومیٹر پاک افغان بارڈر ہے جس کو ڈیورنڈ لائن کہا جاتا ہے۔ تاریخی طور پر اس کی وجہ تنازع کے پیچھے کئی عوامل کارفرما ہیں۔ اصل میں پاکستان اور افغانستان کا یہ پورا خطہ قدیم زمانے سے ایک ہی رہا ہے۔ تاریخ کی کتابوں میں اس کے لیے ہند، سندھ، دکن، خراسان جیسے نام ملتے ہیں۔ خاص طور پر اٹک کو سنٹرل ایشیا کے لیے ایک گیٹ وے کی حیثیت حاصل تھی۔ غزنوی ہوں، مغل ہوں، درانی حکمران ہوں ان کے لیے اٹک کے پار کا حوالہ دیا جاتا تھا۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد جب برطانیہ تقریباً پورے برصغیر پر قابض ہوگیا تو وہ چاہتا تھا کہ اس کے اور روس کے درمیان ایک بفر سٹیٹ ہو۔ لہٰذا برطانیہ کے وزیر برائے امور خارجہ ڈیورنڈ اور والیٔ کابل عبدالرحمٰن خان کے درمیان پہلے اس حوالے سے مراسلات کا تبادلہ ہوا اور بعدازاں 12 نومبر 1893ء کو دونوں کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس میں اس ڈیورنڈ لائن کو طے کیا گیا۔ اس معاہدے میں طے ہوا کہ دونوں فریق ڈیورنڈ لائن کے آر پار اپنی اپنی حدود میں رہیں گے اور ایک دوسرے سے جنگ نہیں کریں گے۔ اس معاہدے کے پیچھے برطانیہ کا اصل مقصد روس کو کاؤنٹر کرنا تھا۔

سوال: انگریز نے جب بھی ملکوں کے بارڈرز کی ڈیموکریزنگ کی ہے وہاں بعد میں تنازع پیدا ہوا ہے جیسے کشمیر آج تک پاکستان اور انڈیا کے درمیان وجہ تنازع بنا ہوا ہے کیا یہ ان کی پلاننگ کا حصہ ہے؟

رضاء الحق: آپ نے بہت اہم نکتہ اٹھایا، چاہے ریڈکلف ایوارڈ کی صورت میں برصغیر کی تقسیم کا معاملہ ہو چاہے یا ڈیورنڈ لائن کی صورت میں پاک افغان بارڈر ہو تاج برطانیہ نے یہ تقسیم مستقبل کے نیشن سٹیٹ کے تصور کے تحت کی تھی۔ ظاہر بعد میں اس وجہ سے تنازع پیدا ہونا ہی تھا اور استعماری طاقتیں بھی یہی چاہتی تھیں کہ بعد میں

مرتب: محمد رفیق چودھری

ان علاقوں میں کشیدگی پیدا۔ اسی وجہ سے جب 1893ء میں ڈیورنڈ لائن قائم ہوئی تو 1919ء تک تین اینگلو افغان جنگیں ہوئیں اور تیسری اینگلو افغان جنگ کے خاتمے پر ڈیورنڈ معاہدہ میں ترمیم کرکے نیا اینگلو افغان معاہدہ ہوا۔ چنانچہ پاکستان کو یہ تنازع ورثے میں ملا لیکن پھر بھی قائداعظم نے وہاں کا دورہ کرکے وہاں کے قبائلی عمائدین کو آن بورڈ لیا۔ نائن الیون کے بعد امریکہ افغانستان میں آیا تو یہ تنازع ایک بار پھر گرم ہوگیا۔ افغانستان میں امریکہ کی کٹھ پتلی حکومتوں نے اس تنازع کو مزید ہوا دی۔ بنیادی طور پر مسلمان ممالک کے مابین سرحدی تنازعات کی اصل وجہ یہ ہے کہ جب 1924ء میں خلافت کا نظام ختم ہوا اور مسلمان مختلف ریاستوں میں بٹ گئے تو اس وجہ سے امت کا اتحاد پارہ پارہ ہوگیا۔

سوال: جس طرح پاکستان اور انڈیا کے بارڈر پر باڑ لگی ہوئی ہے اس طرح کی باڑ پاک افغان بارڈر پر لگانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

ایوب بیگ مرزا: اصل میں پاکستان اور افغانستان کا بارڈر پہلے ایک بالکل سافٹ بارڈر تھا لوگوں کے آنے جانے پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ لیکن جب نائن الیون کے بعد پاکستان میں دہشت گردی عروج پر چلی گئی تو پاک فوج کو مجبوراً وہاں پر باڑ لگانی پڑی کیونکہ اس وقت افغانستان میں اشرف غنی جیسے لوگوں کی حکومت تھی جنہیں امریکہ اور بھارت کی سپورٹ تھی۔ سی آئی اے اور ’را‘ وہیں سے دہشت گرد تیار کرکے پاکستان میں بھیجتے تھے۔ اگر یہ باڑ نہ لگائی گئی ہوتی تو پاکستان میں ابھی تک خونریزی جاری رہتی کیونکہ حامد کرزئی اور اشرف غنی وغیرہ نے پاکستان کے حوالے سے اپنی عوام میں اتنا زہر گھول دیا تھا اور امریکہ نے اس کام کے لیے اتنی فنڈنگ کی تھی کہ وہاں کے عوام پاکستان کو اپنا مخالف سمجھنے لگے تھے۔ اب وہاں اگرچہ افغان طالبان کی حکومت ہے جو پاکستان سے کشیدگی نہیں چاہتے لیکن عوام میں ایسا طبقہ ابھی بھی موجود ہے جو اشرف غنی، بھارت اور امریکہ کا پالا ہوا ہے وہ اس مسئلہ کو دوبارہ ہوا دے رہا ہے۔ ظاہر ہے افغان طالبان کو بھی اپنے عوام کا اعتماد بحال رکھنا ہے اور وہ اس تنازع کو بات چیت کے ذریعے حل کرنے کے خواہاں ہیں۔

بہرحال اب یہ باڑ لگ گئی ہے لہٰذا دونوں فریقوں کو چاہیے کہ وہ باہمی مذاکرات سے مسئلہ حل کرلیں اور شرپسندوں کو کسی قسم کی مداخلت کا موقع نہ دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ افغان طالبان اس حوالے سے نیک نیت بھی ہیں اور صحیح سوچ بھی رکھتے ہیں۔ پاکستان کے حوالے سے ان کی مثبت سوچ ہے لیکن عوامی سطح پر ان کی کچھ مجبوریاں

ہیں۔دوسری طرف پاکستان بھی اس کی اجازت نہیں دے سکتا کہ جس باڑ پر پاکستان قوم کا اربوں روپیہ لگ گیا ہو اس کو ایک دم ملیامیٹ کر دیا جائے۔لہٰذا دونوں ممالک بھائیوں کی طرح بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کر لیں تاکہ یہ باڑ بھی قائم رہے اور افغانوں کے تجارتی مفادات بھی قائم رہیں۔

سوال: اس باڑ کے لگنے سے جہاں دہشت گردی رکے گی ،منشیات کی اسمگلنگ اور اسلحہ کی آمد روفت رکے گی وہاں ایک اضافی فائدہ یہ ہوگا کہ غیر قانونی مہاجرین کو روکنے کا بھی یہ ذریعہ بنے گی۔آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: بالکل !امریکہ کو معلوم ہو گیا تھا کہ ہمیں اب پسپائی اختیار کرنی ہی پڑے گی لیکن اس کا منصوبہ تھا کہ ہم افغانستان سے اس طرح جائیں کہ افغانستان میں بھی بربادی آئے اور پاکستان میں بھی بربادی آئے۔اگر افغانستان میں بربادی کا معاملہ شروع ہوتا ہے تو ظاہر ہے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں افغانی پاکستان میں ہجرت کریں گے اور پاکستان اپنی خراب معاشی صورتحال میں اتنے لوگوں کو کیسے سنبھالے گا۔لہٰذا امریکی منصوبہ کے مطابق یہ بربادی دونوں ممالک میں آنی تھی۔غیروں کی یہی سازش تھی لیکن اللہ کی رحمت سے اور افغان طالبان کی دانشمندی اور پاکستانی حکومت کے تحمل سے یہ مسئلہ سفارتی سطح پر حل ہو جائے گا۔ہمیں یقین ہے کہ دونوں ممالک کی حکومتیں اس مسئلے کو خوش اسلوبی سے حل کریں گی اور دشمن کی سازش کو ناکام بنائیں گی۔ان شاءاللہ

سوال: نیشن سٹیٹ کا تصور آج کل پوری دنیا میں پروان چڑھ رہا ہے۔باڑ اکھاڑنے پر جو کشیدگی پاک افغان بارڈر پر پیدا ہوئی ہے اور انڈین میڈیا نے اس کو بہت اچھالا ہے اور پاکستان اور طالبان کے درمیان انتشار کی ایک صورت دکھانے کی کوشش کی ہے۔کیا یہ نیشن سٹیٹ کے نظریے کا منطقی نتیجہ نہیں ہے؟

رضاء الحق: جب یہ نیشن سٹیٹ وجود میں آئیں تو مسلم امہ کے اندر سے (اشداء علی الکفار ورحماء بینھم) والا معاملہ ختم ہونا شروع ہو گیا۔یعنی مسلمان ممالک آپس میں اتحاد کرنے کی بجائے ایک دوسرے سے لڑنے بھڑنے لگے۔تاریخ کو سامنے رکھیں تو سولھویں صدی میں یورپ میں لبرل ازم کا نظریہ پروان چڑھا اور پھر یہی نظریہ ایک نظام کی شکل اختیار کرتا چلا گیا۔یعنی اسی نظریے پر انہوں نے سیاسی، معاشی، معاشرتی، تعلیمی، عدالتی غرضیکہ ہر قسم کے نظاموں کو ترتیب دینا شروع کر دیا۔جس وقت سیکولرازم اور لبرل ازم کی یہ تہذیب اپنے عروج کی طرف بڑھ رہی تھی تو دوسری طرف مسلم تہذیب اور خلافت زوال کی طرف جارہی تھی۔ 1839ء میں خلافت عثمانیہ میں یہ فیصلہ کر دیا گیا کہ اب عدالتوں میں شریعت کی بنیاد پر فیصلے نہیں کیے جائیں گے۔یعنی اسی وقت سے نیشن سٹیٹ کی داغ بیل پڑنا شروع ہو گئی اور جب جنگ عظیم اول کے اختتام پر خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہوا تو عین اسی دن چالیس نیشن سٹیٹ قائم ہو گئیں۔اناطولیہ جو سلطنت عثمانیہ

> **ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ خراسان سے کالے جھنڈوں والا لشکر نکلے گا اور اس کو کوئی نہیں روک سکے گا یہاں تک کہ وہ ایلیا میں جا کر اپنے جھنڈے گاڑ دے گا۔**

کا علاقہ ہوتا تھا وہ اب ترکی بن گیا۔اس کا بڑا نتیجہ یہ نکلا کہ مغرب کا سیکولر نظام دین کی صورت میں پوری دنیا میں نافذ ہو گیا۔یعنی سیاسی ،معاشی اور معاشرتی نظام بھی انہی کا رائج ہونا شروع ہو گیا۔اب ان نیشن سٹیٹس کا نقصان یہ ہوا کہ امت کے اندر تنازعات پیدا ہو گئے۔کشیدگیاں پہلے بھی ہوتی تھیں لیکن اجتماعی سطح پر وہ حل ہو جاتی تھیں۔لیکن اب ریاستیں ایک دوسرے کی مخالف بننا شروع ہو گئیں اور میرا ملک اور تمہارا ملک کا نعرہ لگنا شروع ہو گیا جس کی وجہ سے اسلام بحیثیت دین پس پشت ڈال دیا گیا اور انفرادی سطح تک محدود ہو کر صرف مذہب کی شکل اختیار کر گیا۔حالانکہ اسلام ایک مکمل دین یعنی نظام تھا۔اس کے ساتھ خلافت اور جہاد کا تصور بھی لوگوں کے ذہنوں سے محو کر دیا گیا یا کروا دیا گیا۔پھر داعش جیسی تنظیمیں بنا کر اس تصور کو بدنام کر دیا گیا۔پھر قرآن سے دوری اور حضورﷺ سے تعلق کو کمزور کرنے کی پوری کوشش کی گئی۔چنانچہ جب غیروں کا نظام ہم نے مکمل طور پر اپنا لیا تو ہم نے اس پر اکتفا کر لیا کہ اب یہی نظام چلانا ہے۔لیکن پھر افغانستان میں معجزہ ہوا کہ افغان طالبان نے پہلے اسلامی حکومت قائم کر لی اور دوسری مرتبہ دنیا کے سب سے بڑے اتحاد کو شکست دے دی تو اب امریکہ نے پاکستان اور افغانستان کو بریکٹ کرنا شروع کیا کہ یہ ’’ایف پاک‘‘ ریجن ہمارے لیے خطرہ ہے۔اس کا دوسرا منطقی نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ ہمارے خطے میں مسلم اتحاد بنتا ہوا نظر آرہا ہے۔ حضورﷺ نے مسلمانوں کے پانچ ادوار گنوائے ہیں۔پہلا دور نبویؐ، دوسرا خلافت راشدہ کا دور، پھر کاٹ کھانے والی ملوکیت کا دور، پھر جبر اور غلامی کا دور جو نظریاتی غلامی کی شکل میں ابھی تک جاری ہے۔اس کے بعد پھر پانچواں دور خلافت علی منہاج النبوۃ کا دور ہوگا۔دیگر احادیث میں خراسان کے علاقے کا نام آتا ہے۔ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ خراسان سے کالے جھنڈوں والا ایک لشکر نکلے گا اور اس کو کوئی نہیں روک سکے گا یہاں تک کہ وہ ایلیا میں جا کے اپنے جھنڈے گاڑ دے گا۔حضورﷺ کے زمانہ میں ایلیا موجودہ بیت المقدس کی سرزمین کو کہا جاتا تھا جہاں اس وقت اسرائیل کی ناجائز ریاست موجود ہے۔لہٰذا اس وقت کرنے کا اصل کام یہ ہے جس کے بارے میں اقبال نے اشارہ دیا تھا ؎

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر

ہمیں نیشن سٹیٹ کے مغربی تصور کو اُمت کے اجتماعی مفاد میں قربان کرنا ہوگا اور اسلام کے اجتماعی نظام کی طرف دوبارہ آنا ہوگا۔ہمارا دینی فریضہ بھی یہی ہے کہ ہم اسلام کے نظام عدل اجتماعی کو قائم اور غالب کرنے کے لیے جدوجہد کریں اسی مقصد کے لیے اس اُمت کو خیر اُمت قرار دیا گیا تھا۔جب ہم اس مقصد کو بھول گئے تو ہم خیر اُمت نہیں رہے اور اللہ کی مدد سے محروم ہو گئے۔اب اللہ کی مدد کے حصول کے لیے ہمیں دوبارہ اپنے اصل فریضہ کی ادائیگی کی طرف لوٹنا ہوگا۔بقول اقبال ؎

یہ چمن معمور ہو گا نغمہ توحید سے

یعنی نیشن سٹیٹ کے موجودہ تصور کی جگہ مستقبل میں خلافت ہی لے گی۔چاہیے کہ ہم اس کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔

سوال: مسلمانوں نے جنگوں میں کبھی شکست نہیں کھائی، ہمیشہ سازش کا شکار ہوئے ہیں۔کیا پاک افغان سرحد کا تنازع اسی طرح کی سازش کا شاخسانہ ہے تاکہ طالبان

اور حکومت پاکستان کے درمیان دراڑیں ڈالی جائیں؟

عظمت ثاقب ممتاز: یقیناً یہ سازشیں ہر دور میں ہوتی رہی ہیں۔ سلطنت عثمانیہ کے خاتمے کے لیے مسلمانوں کو آپس میں لڑا دیا گیا۔ عربوں نے بغاوت کی اور ترک پورے مڈل ایسٹ میں ہار گئے اور اس طرح پہلی جنگِ عظیم میں سلطنت عثمانیہ کا خاتمہ ہوگیا۔ اسی طرح اسرائیل کا مقابلہ تمام عرب ممالک کے ساتھ تھا۔ چھوٹا سا اسرائیل عرب ممالک کی آپس کی چپقلش، ذاتی مفاد وغیرہ کی وجہ سے ان پر حاوی ہے۔ پھر افغانستان کی مثال لیں۔ 1979 سے 1989ء تک سات مجاہدین جماعتوں کا اتحاد تھا جس کی وجہ سے انہوں نے روس کو شکست دی لیکن وہی اتحاد 1989ء سے لے کر 1996ء تک آپس میں لڑتا رہا یا لڑایا گیا جس کی وجہ سے ان کی ہوا اُکھڑ گئی، خون خرابہ ہوا، بدامنی ہوئی اور افغانستان تہس نہس ہوگیا۔ پھر طالبان آئے تو انہوں نے پہلے دور حکومت کے دوران امن قائم کر دیا۔

نائن الیون کے بعد امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا اور پھر بیس سالہ جدوجہد کے بعد افغان طالبان نے امریکہ اور نیٹو کو شکست دی۔ ثابت ہوا کہ مسلمانوں کو جب بھی شکست ہوئی آپس کی لڑائی کی وجہ سے ہوئی اور جہاں مسلمان تھوڑے غالب ہوئے وہاں متحد ہونے کی وجہ سے ہوئے۔ موجودہ پاک افغان سرحدی تنازعہ کو دونوں مسلم حکومتوں کو مل کر حل کرنا چاہیے اور وہ کر بھی لیں گے۔ طالبان کا پچھلا دور گواہ ہے کہ ملا عمرؒ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے طالبان نے پاکستان میں کبھی بگاڑ پیدا نہیں کیا۔ نائن الیون کے بعد مشرف نے امریکہ کے ساتھ اتحاد کر کے طالبان کے خلاف اقدامات کیے جس کی وجہ سے افغان طالبان کو بے تحاشا نقصان ہوا۔ حالانکہ بعد کے دور میں در پردہ پاکستان کوشش کرتا رہا کہ طالبان کامیاب ہو جائیں اور ان کی مدد کرتا رہا۔ لیکن اس سب کے باوجود طالبان نے بیس سال صبر کیا اور پاکستان کی مجبوریوں کو برداشت کیا لیکن اب باری پاکستان کی ہے کہ وہ افغان طالبان کی مجبوریوں کو سمجھے اور صبر کرے۔ پاکستان کو سمجھنا چاہیے کہ طالبان حکومت آج کل شدید مالی مشکلات کا شکار ہے، لوگوں میں بھوک، افلاس، اور سردی کے بھی شدید اثرات ہیں۔ پھر پنجشیری اتحاد کے مسائل ہیں، اسی طرح داعش کی سرکوبی سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں طالبان کا کنٹرول پورے افغانستان پر ہے لیکن کچھ اشرف غنی کے دور کے لوگ بھی حکومت میں موجود ہیں اور بیٹھ کر انتشار پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پھر نئی فوج کھڑی کی جا رہی ہے، اس وجہ سے ان کا سرحدی علاقوں پر ابھی صحیح طریقے سے کنٹرول نہیں ہے۔ پھر امریکہ کی زیر قیادت مغربی ممالک نے ان پر پابندیاں لگائی ہوئی ہیں جس کی وجہ سے وہ نہ وہ تجارت کر سکتے ہیں اور نہ ملکوں کے ساتھ پراجیکٹس کھول سکتے ہیں۔ پس پردہ امریکہ اور انڈیا کی پوری کوشش ہے کہ طالبان حکومت کو ختم کریں۔ یہ مجبوریاں پاکستان کو سمجھنی پڑیں گی۔ اس کے باوجود ہم دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان افغان حکومت کی غیر رسمی مدد کر رہا ہے۔ حال ہی میں اعلان کیا گیا کہ تقریباً ساڑھے چھ کروڑ روپے کا پیکج افغانستان کو دیا جائے گا اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کیمپس کابل میں کھولے جا رہے ہیں۔ اخوت فاؤنڈیشن کو کہا گیا ہے کہ وہ مختلف پراجیکٹس وہاں شروع کر سکتے ہیں۔ بہر حال ہم دیکھ رہے ہیں کہ دو اطراف سے حکومتیں کوشش کر رہی ہیں کہ جو بھی کشیدگی ہے اس کو ہم سفارتی سطح پر مذاکرات کے ذریعے سے کنٹرول میں لے کر آئیں۔ امید ہے کہ اسلامی افغانستان پاکستان کے ساتھ اس تاریخ کو نہیں دہرائے گا جو پہلے سازشوں کے ذریعے سے رہی ہے۔

سوال: یہ رائے عام طور پر پائی جاتی ہے کہ پاکستان کی حکومت اور طالبان کی حکومت فطری اتحادی ہیں۔ اس طرح کے واقعات کیا اس بیانیہ کی نفی نہیں ہے؟

عظمت ثاقب ممتاز: تاریخی طور پر دیکھیں تو افغانستان کے تعلقات وسطی ایشیائی اقوام اور ایران کے ساتھ زیادہ رہے ہیں جبکہ پاکستان کے خطے میں افغانستان اکثر حالت جنگ میں رہا۔ پہلے غزنوی خاندان نے اس علاقے کو اپنے زیر تسلط رکھا، پھر مغلوں اور انگریزوں نے بیشتر وقت افغانستان کو اپنے زیر تسلط رکھا۔ یعنی یہاں پر معاملہ آپس میں تسلط کا رہا اور ان ادوار میں پشتون علاقے ایک ہی ہوتے تھے۔ جب 1893ء میں ڈیورنڈ لائن کے ذریعے ان کو تقسیم کیا گیا اس کے بعد سے اس تقسیم کو پشتون بھائیوں نے تسلیم نہیں کیا۔ پچھلے بیس سالوں میں امریکیوں نے پوری کوشش کی کہ افغانستان میں انتشار کی وجہ پاکستان کو ٹھہرایا جائے۔ اس کوشش میں بھارت نے بھی بھرپور حصہ ڈالا۔ سوائے روس کے خلاف جہاد اور پہلی طالبان حکومت کے دوران ہمارا تعلق افغانیوں سے مثالی نہیں رہا اور اس کی وجوہات غیر فطری تھیں۔ حالانکہ ہمارے مثالی تعلق کے لیے فطری چیزیں موجود ہیں۔ مثلاً افغان طالبان نے 15 اگست کو کابل پر قبضہ کیا اور اس میں پاکستان نے در پردہ بھرپور ساتھ دیا۔ اس سے پہلے مذاکرات کے دوران بھی پاکستان نے افغان طالبان کی بھرپور مدد کی۔ ان تمام چیزوں کو طالبان کی موجودہ حکومت پوری طرح سمجھتی ہے۔ ہم پاکستانیوں نے تقسیم کشمیر کا زخم آج تک نہیں بھلایا اور اس وجہ سے تین جنگیں لڑ چکے ہیں۔ پھر ہم پشتون قوم سے یہ توقع کیوں کر رہے ہیں کہ وہ 125 سالہ زخم بھلا دیں۔ فطری اتحاد کو سامنے رکھیں تو 1979ء سے لے کر آج تک افغان قوم کو پاکستانی عوام کی بالعموم اور پشتونوں کی بالخصوص بھرپور حمایت حاصل رہی ہے۔ اسی لیے وہ لوگ آتے جاتے رہے اور ہم نے مہاجرین کی اتنی بڑی تعداد کو سنبھال کر رکھا۔ یعنی ہماری حکومت اور فوج کی حمایت بھی در پردہ افغان جنگجوؤں کو حاصل تھی۔ یہ بھی فطری اتحاد کا معاملہ ہے کہ دونوں کو امریکہ، انڈیا اور اسرائیل کی دشمنی کا بھی سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور اچھے برے، ملے جلے انداز سے دونوں نے ایک دوسرے کی مدد بھی کی ہے۔ پھر معاشی طور پر افغانستان کو پاکستان کی بندرگاہوں کی ضرورت ہے۔ اسی طرح پاکستان اور چین کو سی پیک منصوبے کے تحت وسط ایشیائی ممالک تک تجارتی رسائی کے لیے افغانستان کی راہداری کی ضرورت ہے۔ پھر افغانستان اور پاکستان مذہبی لحاظ سے سنی اکثریت کے ممالک ہیں اور افغان طالبان کی اکثریت نے پاکستان کے مدارس سے ہی تعلیم حاصل کی ہے۔ پچھلے پانچ ماہ میں دونوں ممالک کے درمیان تجارت میں خاطر خواہ اضافہ ہوگیا، دونوں کے درمیان سرکاری اور غیر سرکاری وفود کے رابطے ہو رہے ہیں اور دہشت گردی کے واقعات میں بھی کمی آئی ہے۔ اصل میں طالبان تو بیس سال سے (باقی صفحہ 14 پر)

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

خالی ہے نیام......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

سیکولر ازم کا لبادہ اوڑھے بھارت نے یکا یک پینترہ بدل کر بدترین اسلاموفوبی مظاہر پر عمل شروع کر دیا ہے۔ مودی کی ناکام حکمرانی سے عوام کی توجہ ہٹانے کا ازلی حربہ مسلمانوں سے نفرت کو ہوا دینا رہا ہے۔ مذہبی جنون کا نشہ چڑھا کر ہندو جتھے کھلے چھوڑ دیے جانے کی ایک نئی لہر چل پڑی ہے۔ مودی کبھی پوجا پاٹ کرتا، کبھی گنگا میں اشنان کرتا دکھایا جاتا ہے۔ (ادھر ہمارے والوں کو مساجد میں کم کم دیکھا جاتا ہے۔ مندروں، گوردواروں کی توسیع وتحفظ، ان کے تہواروں میں شرکت کرتے، مساجد کو خشمگیں نظروں سے دیکھتے خبروں میں، ویڈیوز میں ضرور دیکھے جاسکتے ہیں۔) بھارت شدید بے روزگاری، صحت وتعلیم کے بگڑے حالات اور 33 لاکھ بچوں کی غذائی قلت کا شکار ہوا پڑا ہے۔ بھارت 2021ء میں عالمی بھوک انڈکس میں 116 ممالک میں 101 نمبر پر تھا! مگر پوری قوت مسلمانوں کو کچلنے کی للکاریں دینے میں صرف کر رہا ہے۔ 'جسٹس فار آل' کے ویبی نار میں امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے بھی چار بھارتی ریاستوں میں بالخصوص مسلمانوں (ودیگر اقلیتوں) کے سر پر قتل عام کی لٹکتی تلوار بارے تنبیہہ کی ہے۔ بھارت میں ہردوار مذہبی کانفرنس میں ہندو پیشوا نے کم از کم 20 لاکھ مسلمان قتل کرنے کا ہدف دیا ہے اور قاتلوں کو ڈالروں سے بھر دینے کا لالچ بھی دیا ہے۔ گجرات میں مودی کے ہاتھوں 2002ء کا قتل عام ماڈل دہرائے جانے کا اندیشہ ہے۔ قبل ازیں مسلمان تعلیم یافتہ، متحرک خواتین کی نیلامی اور بولیاں لگانے کی مذموم خبریں انٹرنیٹ پر آر ایس ایس نے جاری کیں۔ ان تمام شرمناک، شرانگیز حرکتوں پر بھارتی عدلیہ، پولیس، خفیہ ادارے گونگے کا گڑ کھائے بیٹھے رہے۔

جسٹس فار آل کے 'بھارت کو فاشزم سے بچایا جائے' ویبی نار کو بھارتی آئی ٹی سیل نے ہیک کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ ہندو فاشسٹ گوگل، فیس بک، انسٹاگرام، ٹویٹر، یوٹیوب میں چڑھے بیٹھے اس کے درپے رہے۔ امریکا میں ہندو تنظیمیں بھارتی جنونی مذہبی تنظیموں کی سہولت کار اور مؤید ہیں۔ فراخدلانہ چندے فراہم کرتی ہیں۔ ان پر دنیا بھر میں دہشت گردی، انتہا پسندی، سہولت کاری کی کہیں انگلی نہیں اٹھائی جاتی۔ کشمیر پر غاصبانہ قبضے، ظلم وجبر کی اذیت ناک داستانیں کسی ماتھے پر شکن نہیں ڈالتیں۔ جموں کشمیر کے تمام کالجوں میں ہندو مذہبی مراسم عبادت 'سوریہ نمسکار' (سورج دیوتا کو سلامی) مسلمان اساتذہ، طلبہ اور ملازمین پر لاگو کی گئی ہے۔ حکم عدولی پر طلبہ پر تشدد کیا گیا ہے۔ کیا طالبان جن کا لقب ہی انتہا پسند اور دہشت گرد رہا 20 سال، کبھی سکھوں ہندوؤں کو نماز پر مجبور کرتے دیکھے گئے؟ سوریہ نمسکار کے شرانگیز احکام دیکھیے۔ دوسری جانب مرکزی جامع مسجد سری نگر جمعہ کی نماز سے کئی ماہ سے محروم رکھی گئی ہے۔ گڑگاؤں میں جمعے کی نماز میں غنڈوں کی مداخلت کی کھلی چھٹی رہی۔ کشمیر کے غیور مسلمان سراپا احتجاج ہیں۔ پاکستان کشمیر پر خصوصی غضِ بصر کا اہتمام کیے رکھتا ہے۔ اپنے ملک کے کونے کھدروں میں مندروں کی صلاح وفلاح کے غم میں گھلنے والے شہ رگ کی مساجد پر انصاف کے لیے آواز نہیں اٹھاتے۔ تحریک انصاف ہو یا انصاف فراہم کرنے کے ذمہ دار!

ایک طرف بھارت کا مذہبی جبر، ظلم وتعدی، جور وجفا کا یہ گھناؤنا منظر ہے۔ دوسری طرف ہم پاکستانیوں کی خوشامدی، چاپلوس، تملق آمیز غیر آبرومندانہ پالیسی ہے (کشکول کی مجبوری بنا پر)۔ ادھر افغانستان میں غیور، حریت پسند، آزاد مملکت کے شایان شان رویے ہیں۔ اشرف غنی حکومت ٹوٹنے اور اس کے فرار پر افغان پائلٹ انجینئر 164 میں سے 83 جہاز، ہیلی کاپٹر لے اڑے جو اب ان ممالک کے قبضے میں ہیں جہاں یہ جا اترے تھے۔ وزیر دفاع اسلامی امارت افغانستان ملا محمد یعقوب نے ازبکستان، تاجکستان سے یہ جہاز واپس طلب کرتے ہوئے کہا کہ ہم اس بات کی اجازت نہیں دیں گے کہ ہمارے جہاز دوسرے ممالک میں ہوں اور وہ انہیں استعمال کرتے رہیں۔ ہم ان ہمسایہ ممالک سے کچھ کمزور تو ہوں گے مگر بزدل نہیں ہیں۔ ہم اپنے جہازوں اور ہیلی کاپٹروں کے ایک ایک پرزے کا حساب لیں گے۔ ابھی عزّت واحترام سے کہہ رہا ہوں کہ جہاز لوٹا دیں۔ ہمارے صبر کا امتحان نہ لیں۔ ہمیں جہاز واپس لینے کے لیے ہر ممکنہ انتقامی اقدامات پر مجبور نہ کیا جائے! (یوں تو امریکا بھی ان کے 10 ارب ڈالر دبائے نجانے کس دن کا منتظر ہے!) افغان پائلٹ اور انجینئروں کو کہا کہ آپ واپس آ جائیں، وہاں آپ کو عزّت، وقعت نہیں ملے گی۔ آپ اپنے ملک کا سرمایہ ہیں، ہم آپ کو احترام دیں گے۔ (11 جنوری۔ وائس آف امریکا)

آزادیٔ اظہار کا سلیقہ سکھانے کو طالبان نے افغان پروفیسر فیض اللہ جلال کو گرفتار کر لیا۔ (اٹھایا، یا اغوا نہیں کیا۔) یہ حضرت ٹیلی وژن پر بدزبانی، بدکلامی میں طاق، مغلظات کی بوچھاڑ اسلامی امارت پر کیا کرتے رہے۔ اشتعال انگیزی اور بے چینی پھیلانے پر کابل سے گرفتار کیا گیا۔ رہائی پر یورپ کے ریڈیو لبرٹی کو انٹرویو دیتے ہوئے پروفیسر نے بتایا کہ مجھے 4 دن قید میں مہمان کی طرح رکھا۔ یونیورسٹی پروفیسر ہونے کی بنا پر عزّت واحترام کا سلوک کیا گیا۔ زیادہ تر طالب پڑھے لکھے تعلیم یافتہ تھے۔ مجھے کہا گیا کہ ہم آپ کو آزادیٔ اظہار کا حق دیتے ہیں، مگر یہ اسلامی تہذیب کے پیرائے میں ہو، مغربی نہیں۔ ضرور سچ کہیے۔ (ہمارے والوں کو بھی آدابِ گفتگو کی تربیت درکار ہے!) آزادی کا عالم تو یہ ہے کہ کابل کے ریڈ زون میں آزادی پرست، این جی او سرشت عورتیں طالبان کے مقابل مسلسل چیختی چلاتی رہی ہیں۔ امریکا کے خلاف کابل میں یوں مظاہرے کب ممکن ہوئے ان کے دور میں۔

مری کا سانحہ ملک میں گورننس، انتظامی امور میں بدنظمی، کام چوری بدعنوانی کو بھرپور طریقے سے بے نقاب کر گیا ہے۔ پورا نظام صرف تنخواہیں بٹورنے، ڈنگ ٹپاؤ، مٹی پاؤ پر استوار ہے۔ یہاں تک کہ انجانے میں 23 افراد مٹی پاؤ کی بھینٹ چڑھ گئے۔ بیان بازیوں اور سوشل میڈیا پر 'ٹویٹریاں' بگھارنے سے ملک چلا کرتے تو تحریک

انصاف مریخ پر جھنڈے گاڑ چکی ہوتی۔ مگر اب عمران خان جو کئی سال کہتے رہے سونامی آ جائے گا، وہ سچ ثابت ہوگیا آخر کار۔ یادش بخیر، خان صاحب 'سونامی' لانے کا تذکرہ فرماتے تھے تو ہمارے دل مٹھی میں آ جاتے۔ وہ قرآن، تاریخ سے نابلد، نہیں جانتے تھے شاید، کہ طوفانِ نوحؑ سونامی کے عذاب کی صورت آیا تھا۔ سونامی دودھ شہد کی نہریں بہانے کا استعارہ نہیں، اللہ کا عذاب، تباہی وبربادی لے کر آتا ہے۔ انڈونیشیا، جاپان کی مثالیں محفوظ ہیں حالیہ تاریخ کی۔ تاہم ان کا کہا پورا ہوا۔ صنعتیں اجڑ گئیں۔ بجلی، گیس، پیٹرول کی ہوش ربا مہنگائی نے قوم کی حالت ابتر کردی۔ تجاوزات کے نام پر جابجا سونامی نما کھنڈرات، بربادی کے ڈھیر لگا دیے۔ ابھی تو اس طرف توجہ دینے کی نہ فرصت ہے نہ فکر کہ بھارت کے ہاتھوں جس طرح خطۂ کشمیر کے جنگلات، گلیشیئر اور پانی کے ذخائر کو قصداً تباہ اور ضائع کیا جا رہا ہے، آنے والا وقت ماحولیاتی خطرات سے ہمیں بے طرح دوچار کرنے کو ہے۔ حکومتیں پلاننگ کے فقدان، منصوبہ بندی کے لیے عدیم الفرصت، عدم احتساب اور کھینچا تانی پر کاربند ملک کو بند گلی میں دھکیل رہی ہیں۔ جو عمران خانی حکومت گرا کر باری لینے کو لائن میں لگے کھڑے ہیں وہ کون سے دودھ کے دھلے ہیں!

ایک ہوش ربا خبر یہ بھی ہے کہ پاکستانی ڈاکٹر نے امریکا میں ناکارہ انسانی دل کی جگہ ایک امریکی مریض کے سینے میں خنزیر کا دل جڑ دیا ہے! یہ دل خوب فراٹے بھر رہا ہے۔ (سینہ امریکی ہے۔) خنزیر کے دل سے وہ (جینیاتی حصہ Genes) نکال دیں جو انسانی سینے میں جڑنے سے انکاری تھیں۔ وہ جین بھی نکال دی جس کی بدولت اندر خنزیری اعضاء اُگ آنے کا امکان تھا۔ ڈاکٹر محی الدین کی خوشی کا کوئی عالم نہیں کہ: 'یہ ایک انقلابی مرحلہ ہے! یہ تجربہ کامیاب رہا تو بہت سہولت ہو جائے گی!' یہ خنزیری سہولت کاری امریکیوں ہی کو مبارک ہو۔ کوئی ان ڈاکٹر صاحب کو امریکا ہی میں روک رکھے۔ ٹرمپ کو ضرورت پڑے تو یہ علاج فراہم کردیں۔ پاکستان اب نہ ہی آئیں تو بہتر ہے! جسے علاج درکار ہو وہ وہیں جا بسے!

علم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام اے ساقی!

❁❁❁

بقیہ: زمانہ گواہ ہے

حالت جنگ میں تھے اور امریکہ جب یہاں سے گیا ہے تو بہت سارے تربیت یافتہ لوگ اپنے ساتھ لے گیا جس کی وجہ سے افغانستان ایک بحران سے گزر رہا ہے۔ اب افغان طالبان چاہ رہے ہیں کہ پاکستانی ماہرین اس خلا کو پُر کرنے کے لیے مدد کریں۔ طالبان صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے اسلامی نظام میں کوئی رخنہ نہ ڈالے۔ بہرحال دونوں حکومتیں احتیاط سے چل رہی ہیں تاکہ انتشار پھیلانے والے لوگ اندر نہ گھسیں۔ حکومت پاکستان کو چاہیے کہ افغانستان کے حوالے سے ایسی مربوط پالیسی بنائے تاکہ 2023ء میں اگر پاکستان میں کوئی حکومتی تبدیلی آتی ہے تو نئی حکومت کوئی نیا یوٹرن نہ کرلے۔ بہرحال اس فطری اتحاد کے بیانیہ میں مثبت پہلو زیادہ ہیں لہٰذا یہ اتحاد جاری رہے گا۔ ان شاءاللہ!

ایوب بیگ مرزا: مسلمانوں نے میدان جنگ میں کم شکستیں کھائی ہیں لیکن آپس میں باہم دست وگریباں ہو کر زیادہ نقصان اٹھایا ہے۔ امت مسلمہ میں سازشوں کا معاملہ تو جنگ جمل سے شروع ہوگیا تھا۔ جنگ جمل 656ء (36ھ) میں ہوئی ہے۔ پھر جنگ صفین 657ء (37ھ) میں ہوئی تھی۔ ان جنگوں میں مسلمانوں کو آپس میں لڑایا گیا تھا۔ عبداللہ بن سبا ایک یہودی تھا جس نے مسلمان ہونے کا بہروپ بھرا۔ وہ کبھی شام میں جاتا تھا اور کبھی ادھر کوفہ جاتا تھا اور دونوں مسلمان دھڑوں کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کرتا تھا۔ یہی صورت حال بدقسمتی سے بعد میں بھی مسلمانوں میں سفر کرتی رہی ہے اور مسلمان اس کو سمجھ نہیں سکے۔ اُس دور میں دشمن سمجھ چکے تھے کہ مسلمانوں کو میدان جنگ میں شکست دینا ناممکن ہے بس ایک ہی طریقہ ہے کہ ان میں آپس میں اختلاف ڈالا جائے اور انہوں نے یہ کیا اور وہ کامیاب ہوئے۔ نائن الیون کے بعد امریکہ نے مشرف کو فرنٹ لائن اتحادی بنایا اور اس نے پاکستان کو امریکہ کی کالونی بنا دیا۔ پاکستان کی سرزمین سے 57 ہزار امریکی فضائی حملے ہوئے۔ پھر ہماری سرزمین پر امریکی ڈرون حملے بھی ہماری ماضی کی حکومتوں کی مرضی سے ہوتے رہے ہیں۔ اس وقت ہم جو بھگت رہے ہیں یہ سب اپنوں کا کیا دھرا ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس بات کو سمجھیں کہ ہماری اصل بنیاد اسلام ہے۔ اگر ہم اسلام کی طرف پیش رفت کریں گے تو اسی میں ہماری نجات و استحکام ہے۔ اس وقت نیشن سٹیٹ قائم ہوچکی ہیں، انہیں تسلیم کرنا مجبوری ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ نیشن سٹیٹ کے ہوتے ہوئے ایک دوسرے کے قریب آئیں، اپنے اختلاف ختم کریں اور مل کر نظام خلافت ایک بار پھر قائم کرنے کی کوشش کریں تاکہ مرکزیت قائم ہو۔ ایک خلیفہ ہو جو ساری امت مسلمہ کو گورن کرے۔ یہی ہمارا آئیڈیل نظام ہے۔ چونکہ اس وقت ہم ایک امت مسلمہ نہیں ہیں لہٰذا ہمیں نیشن سٹیٹ میں اس طرح کام کرنا چاہیے کہ جس ریاست میں ہم رہتے ہیں اس کا تحفظ اس طرح کریں کہ دوسری مسلمان ریاست کو کوئی نقصان نہ پہنچے اور خلافت کے نظام کو ہدف بنا کر آگے بڑھیں۔ اسی نظام کو ختم کرنے کے بعد ہمارا دشمن دلیر اور جری ہوا۔ اگر خلافت کا نظام قائم ہوگا تو جیسے ہم پہلے دنیا پر غالب تھے اسی طرح عالم اسلام پھر ساری دنیا پر غالب ہوگا۔ ان شاءاللہ!

❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر جٹ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 30 سال، تعلیم ایم فل اکنامکس قد "5'.1، صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے لاہور سے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0345-4444556

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم ایم اے ملازمت پیشہ کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0335-5014266

☆ لاہور میں رہائش پذیر شیخ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال تعلیم بی ایس آنرز اور قرآن اکیڈمی، لاہور سے ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس، قد "5'.3، کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ اور برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0322-4617103

حلقہ سرگودہا کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع بصورت شب بیداری

حلقہ سرگودہا کے زیر اہتمام 30 دسمبر 2021ء نمازِ مغرب تا اگلے روز نمازِ جمعۃ المبارک تک بصورت شب بیداری سہ ماہی تربیتی اجتماع کا انعقاد مرکز تنظیم اسلامی مسجد بیت المکرم میانوالی میں ہوا۔ جس میں میانوالی، جوہرآباد، شاہ پور اور سرگودہا سے مجموعی طور پر 54 رفقاء اور 10 احباب شریک ہوئے۔ امیر حلقہ کی خصوصی دعوت پر حلقہ فیصل آباد سے انجینئر رشید عمر نے بھی پروگرام میں شرکت فرمائی۔ تفصیل کچھ یوں ہے:

30 دسمبر 2021ء پروگرام کا آغاز نمازِ مغرب کی ادائیگی کے بعد تلاوتِ قرآن حکیم ونعتِ رسول کریم خاتم النبین ﷺ سے ہوا۔ تنظیم میانوالی کے امیر نور خان نے سٹیج سیکریٹری کی ذمہ داری ادا کی۔

30 دسمبر بعد نمازِ مغرب تا عشاء: موضوع ''امتِ مسلمہ کی پستی، اسباب اور علاج'' پر حلقہ فیصل آباد سے تشریف لائے مہمان مقرر جناب محترم رشید عمر نے خصوصی خطاب فرمایا۔ جس میں انہوں نے خلافت عثمانیہ کے بعد امت مسلمہ کے زوال کے اسباب اور پھر دوبارہ عروج کے لیے پوری امت کے اتحاد اور ایک جماعت کے ساتھ جُڑ جانے پر زور دیا جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے احکامات کو اُسی کی ہی سرزمین میں نافذ کرنی کی جدوجہد کر رہی ہو۔

رات 8:30 موضوع ''یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ'' کی روشنی میں خطاب فرماتے ہوئے مقامی امیر میانوالی محترم نور خان نے منہجِ انقلابِ نبوی ﷺ کے حوالے سے اسے اُجاگر فرمایا۔

رات 9:15 بجے: انقلاب کے لیے رسول اللہ ﷺ کی تیار کردہ حزبُ اللہ کے ایک اہم وصف ''رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ'' کی روشنی میں مقرر مقامی امیر سرگودہا غربی محترم عبدالرحمٰن نے تفصیلی خطاب فرمایا۔ رات 10:00 بجے آرام کا وقفہ ہوا۔

تہجد کے وقت 4:45 پر رفقاء واحباب نے بیدار ہوکر انفرادی نوافل وتلاوتِ قرآنِ حکیم کا اہتمام فرمایا۔ اس کے بعد 5:30 پر دعائے استخارہ وحاجات کے حفظ کا اہتمام چار چار افراد پر مشتمل گروپس کی شکل میں کیا جو آذانِ فجر تک جاری رہا۔

نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد درسِ قرآن سے ہوا۔ ''سورۃ المائدہ کی آیات 53 تا 56'' کی روشنی میں محترم شادی بیگ نے حزبُ اللہ کے اوصاف بیان فرمائے۔

درسِ قرآن کے بعد 8:50 بجے تک اشراق اور ناشتے کا وقفہ ہوا۔

وقفہ کے بعد میانوالی تنظیم کے نقیبِ اسرہ حکیم ذکاء اللہ نے درسِ حدیث دی۔

اس کے بعد سرگودہا شرقی کے امیر محمد گلباز نے تنظیمی سرکلر ''احسانِ اسلام کے تقاضے'' کا رفقاء کو مطالعہ کروایا۔

بعد ازاں ''قرآن حکیم اور جہاد فی سبیل اللہ'' کے موضوع پر بانی تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد ؒ کا ویڈیو خطاب بذریعہ ملٹی میڈیا رفقاء کو سماعت کروایا گیا۔ اس موقع پر بانی محترمؒ کے کتابچے ''قرآن حکیم اور جہاد فی سبیل اللہ'' کی کاپیاں بھی تمام شرکاء کو مہیا کی گئیں تھیں۔

پروگرام کے آخر میں امیر حلقہ نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے رفقاء کی پروگرام میں دلچسپی کو سراہا۔ امیر حلقہ نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی حمد وثناء اور اس کا شکر بجالاتے ہوئے رفقاء کو اپنی تنظیمی ذمہ داریاں بھرپور طور پر ادا کرنے کی ترغیب وتشویق دلائی اور اُن کی اس پروگرام میں آمد پر شکریہ ادا کیا۔

دن پونے ایک بجے محترم انجینئر رشید عمر خطاب جمعہ ارشاد فرمایا۔ رفقاء واحباب کی کثیر تعداد نے خطاب جمعہ سماعت فرمایا۔ حلقہ کی طرف سے مسجد کے ہال سے باہر مکتبہ کا سٹال بھی لگایا ہوا تھا۔ جس میں نماز سے فراغت کے بعد احباب نے دلچسپی لیتے ہوئے کتابوں کی خریداری کی۔ کچھ کتابچے ہدیہ بھی کیے گئے۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد تمام مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا اور اس طرح یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام رفقاء واحباب کی حاضری کو منظور فرمائے اور کوتاہیوں سے درگزر فرمائے۔

(رپورٹ: محمود عالم، معتمد حلقہ)

تنظیم اسلامی تونسہ شریف کے زیر اہتمام تربیتی نشست وفہم دین پروگرام

تنظیم اسلامی تونسہ شریف نے 25 اور 26 دسمبر کو دو روز کے لیے جامع مسجد نور مرکز تنظیم اسلامی تونسہ شریف میں تربیتی نشست وفہم دین پروگرام کا انعقاد کیا۔ جس میں لیہ، کوٹ سلطان، کوٹ ادو، قصبہ گجرات اور علی پور سے رفقاء تنظیم اسلامی جبکہ تحصیل تونسہ کے رفقاء کے ساتھ ساتھ مقامی لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

پروگرام کا آغاز 25 دسمبر بروز ہفتہ بعد نماز مغرب تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔ جس کے بعد محترم عمر کلیم امیر تنظیم اسلامی کینٹ ملتان نے ''امت مسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعد ازاں حلقہ جنوبی پنجاب کے رفیق محترم جام عابد حسین نے درس حدیث دیا۔ عشاء کی نماز کے بعد جام عابد حسین نے ایک اور حدیث پیش کی۔ بعد ازاں ناظم دعوت تنظیم اسلامی حلقہ جنوبی پنجاب محترم سلیم اختر نے ''عصر حاضر اور سیرت النبی ﷺ'' کے موضوع پر شرکاء کے سامنے سیر حاصل گفتگو فرمائی۔

صبح بعد از تہجد 5:30 بجے پروگرام کا آغاز محترم جام عابد حسین نے حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ کی سیرت کے مطالعہ سے کرایا۔ بعد از نماز فجر درس حدیث دیا۔ ناشتے کے وقفہ کے بعد صبح 8 بجے محترم جام عابد حسین نے ''فہم دین'' پروگرام کا آغاز کرایا۔ جس میں وضاحت کے ساتھ قرآن وسنت کی روشنی میں ''تصور دین اور دین کے تقاضے'' شرکاء کے سامنے رکھے اور مذاکرہ بھی کرایا۔ 11 بجے پروگرام کے اختتام پر نقیب اسرہ ومیزبان محترم رجا محمد گجر نے تمام مہمانوں کی آمد پر ان کا شکریہ ادا کیا جبکہ مہمان رفقاء نے پروگرامات کے انتظامات کو بھی خوب سراہا اور دعا کے ساتھ رخصت ہوئے۔ (رپورٹ: رفیق تنظیم)

حلقہ ملاکنڈ کے زیر اہتمام سہ ماہی اجتماع

سہ ماہی اجتماع 9 جنوری 2022ء کو بروز اتوار صبح 9 بجے حلقہ مرکز تیمر گرہ میں منعقد کیا گیا۔ اجتماع کا باقاعدہ آغاز درس قران سے ہوا۔ مدرس کے فرائض بٹ خیلہ کے رفیق مولانا شوکت اللہ شاکر نے سرانجام دیئے۔ اس کے بعد منفر در فیق مولانا عطاء الرحمن نے درس حدیث دیا۔ مولانا صاحب کا خطاب بہت مدلل اور پُر مغز تھا۔ تیسرا موضوع ''سیرت صحابہؓ'' کا تھا۔ تنظیم واڑی کے رفیق محترم صاحبزادہ نے خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق ؓ کی سیرت کے نمایاں خدوخال بیان کیے۔ اس کے بعد سٹیج سیکرٹری محترم معظم عباس ایڈوکیٹ

نے اجتماع کے شرکاء کو اپنے تنظیم کے امراء کے ساتھ بیٹھ کر اپنے تنظیم کی پیش رفت کا جائزہ لینے اور بعد میں نمبروار شرکاء کے سامنے پیش کرنے کو کہا۔ اس خود احتسابی کے عمل کو شرکاء میں بہت پذیرائی ملی۔ چائے کے وقفہ کے بعد مردان کے رفیق حافظ قرآن و اقبالیات کے ماہر محترم ڈاکٹر محمد مقصود نے ''ایمان و امن'' کے موضوع پر بہت دلچسپ و دلنشین انداز میں خطاب کیا۔ انہوں نے مولانا رومی اور علامہ اقبال کے اشعار سے حاضرین کے دلوں کو گرمایا۔ اور روزمرہ زندگی کے مثالوں سے موضوع کا حق ادا کر دیا۔ آخر میں امیر حلقہ محترم ممتاز بخت کے اختتامی کلمات اور مسنون دعا کے ساتھ اس اجتماع کا اختتام ہوا۔ اس اجتماع کے ساتھ ساتھ ایک الگ ہال میں احباب کے لیے ایک تعارفی اجتماع بھی رکھا گیا تھا۔ جن میں دین کا ہمہ گیر تصور، فرائض دینی کا جامع تصور اور منہج انقلاب نبوی کی موضوعات پر خطابات ہوئے۔ خطابات بالترتیب تنظیم کے سینئر رفقاء حبیب علی، نبی محسن اور محمد نعیم نے بیان کیے۔ ناموافق موسمی حالات کے باوجود بھی اجتماع میں 120 سے زیادہ رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اس کمزور مساعی کو پوری ملک میں اقامت دین کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ (رپورٹ: محمد سعید باجوڑ شرقی)

رفقاء متوجہ ہوں — ان شاء اللہ

''قرآن اکیڈمی یاسین آباد، کراچی'' میں

05 تا 11 فروری 2022ء (بروز ہفتہ نمازِ عصر تا بروز جمعۃ المبارک 12 بجے)

مبتدی تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

زیادہ سے زیادہ رفقاء پروگرام میں شریک ہوں۔

اور

11 تا 13 فروری 2022ء (بروز جمعۃ المبارک نماز مغرب تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: مندرجہ ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور (سیاسی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0335-1241090 / 021-34816581

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

رفقاء متوجہ ہوں — ان شاء اللہ

''دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی 23KM ملتان روڈ نزد چوہنگ، لاہور'' میں

04 تا 06 فروری 2022ء

(بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

نقباء کورس

(نئے و متوقع نقباء کے لیے) کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4369865

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ فیصل آباد کے ملتزم رفیق محمد اقبال کی والدہ وفات پا گئیں۔

☆ حلقہ سرگودھا، جوہر آباد کے مبتدی رفیق سیف الرحمٰن کے بہنوئی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-6070966

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلزار ہجری کے ناظم بیت المال محترم محمد طاہر کے والد وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0333-3313221

☆ حلقہ فیصل آباد کے رفیق شیخ سلیم کی اہلیہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0300-6639055

☆ حلقہ فیصل آباد کے رفیق محمد اصغر صدیقی کے بہنوئی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-5772114

☆ حلقہ کراچی جنوبی، کورنگی غربی کے رفیق حافظ جہانزیب طاہر کے چچا وفات پا گئے۔

☆ حلقہ سرگودھا کی مقامی تنظیم شرقی کے معتمد محمد رفیق ڈوگر کی بھابی وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0301-6749293

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

TANZEEM-E-ISLAMI REPLY TO THE JAMESTOWN FOUNDATION ARTICLE
"Pakistan's Tanzeem-e-Islami and Its Troublesome Extremist Links"

PRELUDE

On November 10, 2017, The Jamestown Foundation (a US based think tank https://jamestown.org/) published an article about Tanzeem-e-Islami in its Terrorism Monitor Volume: 15 Issue: 21 titled Pakistan's Tanzeem-e-Islami and Its Troublesome Extremist Links authored by Farhan Zahid (https://jamestown.org/program/pakistans-tanzeem-e-islami-troublesome-extremist-links/). The article was a clear example of a pre-existing bias that sinisterly maligned Tanzeem-e-Islami and falsely associated it with terrorism. Tanzeem-e-Islami has tried to contact The Jamestown Foundation, to no avail we must add, on more than one occasions regarding the fantasy propagated in the article in the name of 'research', so that the record could be set straight. In that regard, we are reproducing our latest endeavor below, so that even if The Jamestown Foundation continues to turn a deaf ear to our requests, at least our readers may know the truth and make an informed decision regarding the veracity of the article by written by Farhan Zahid and the 'facts' presented in it.

B The Jamestown Foundation published an article about Tanzeem-e-Islami in its Terrorism Monitor Volume: 15 Issue:21 on November 10, 2017 titled Pakistan's Tanzeem-e-Islami and Its Troublesome Extremist Links authored by Farhan Zahid (https://jamestown.org/program/pakistans-tanzeem-e-islami-troublesome-extremist-links/) which is still available on its website. The article is based on mere conjectures and references other newspaper articles with no evidence whatsoever presented either by The Jamestown Foundation article or by the original articles referenced by it. Statements are attributed to 'a high official' etc. etc. In our view, this is a clear example of a pre-existing bias being presented as research. This article has needlessly maligned Tanzeem-e-Islami and falsely associated it with terrorism. A fair review of our response below will undoubtedly result, we are confident, in the Jamestown Foundation correcting its view of Tanzeem and removing the article from its website.

The article brackets Tanzeem-e-Islami with Jamaat ul Momineen, Hizbut Tahrir and other organizations from the very onset. Jamaat ul Momineen is an unknown entity. A search on the internet reveals no organization by that name. Hizbut Tahrir is banned in Pakistan since 2004. Tanzeem-e-Islami has no links with any proscribed or terrorist organization.

Tanzeem-e-Islami's aim is to establish an Islamic Welfare State on the lines of Khilafat-e-Rashida (the reign of first 4 caliphs after the demise of Prophet Muhammad (PBUH) in the context of the modern age. Tanzeem's view is that the government in a Muslim country is responsible to Implement Islam in its totality and if it shirks its responsibility, as does the government of Pakistan, then the population should pressurize it to implement Shariah law. However, Dr. Israr Ahmad went to great lengths to explain that opposition of the government today does not amount to sedition against the state. This is so because the institutions have developed to the extent that the government and the state are two separate entities.Dr Israr Ahmad also emphasized that the qualitative and quantitative differences in arms and ammunition made success impossible if a group were to take up armed struggle against thestate.Secondly, terrorism is prohibited in Islam. It is a sinister ideology and its practical manifestation leads to fear, chaos and the loss of innocent lives. Islam does not allow to create corruption on the land and Tanzeem-e-Islami considers terrorism unacceptable.

Why Tanzeem is accused of hate-speech! Tanzeem is openly and clearly against the persecution of the Palestinians, the grabbing of their land by the occupying Zionists, the illegal settlements in the occupied lands and denial of Palestinians their due rights. While countries like the US, under control of the Jews, support this unjust occupation many countries and fair-minded majority population of

majority population of the world shares criticism of this injustice.If support of the just Palestinian cause is anti-Semitism, then all those countries who voted for the UN resolution against Israel's settlements (United Nations Security Council Resolution 2334) will have to be labelledanti-Semitic as well.Similar unjust activities of the Jews in the past have been criticized in the Quran as well as in the Bible. Dr. Israr spent his life expounding the message of Quran. Surely, explaining the message of the Quran cannot be labelled hate-speech.

Dr. Israr certainly opined that the Arab World had degenerated in a religious sense and that the spiritual nerve center of the Islamic intellectual movement had shifted to the Indo-Pak subcontinent. However, in his view, all Muslims in their respective countries were liable for striving for establishment of Islamic systems in their respective countries.

Dr. Israr was a well-known and popular Quran scholar who was given special qualities for analyzing and explaining the Quranic message. There is nothing hidden about him or the message of Tanzeem. Dr. Israr's and other Tanzeem leaders' lectures and books are freely available on line. In fact, Dr. Israr was one of the first Islamic Scholars to sanction and emphasize the use of audio-visual aids for propagating the message of Islam. He did emphasize imbibing the Quranic message in full and following it in totality. If someone finds any part of his speech radical (or Tanzeem's for that matter), then he or she must present evidence and highlight the exact wording and where it is present.

To say that Dr. Israr did not believe in democracy and electoral politics and he fully supported the regime of military dictator General Zia ul Haq between 1977 and 1988 is untrue. Dr. Israr Ahmad joined Zia ul Haq's Majlis Shura in 1981 in order to be able to advise the government on Islamic matters but left after a few months only when he realized that the government was not serious in its implementation of Islam. He loved the Qur'an and wasted no opportunity to spread its message. At the time when the only TV channel was run by the government, he delivered a weekly Quranic lecture which became very popular.

Dr. Israr did not consider participation in the electoral process as un-Islamic. However, he was convinced, as were many others who left Jamaat-e-Islami along with him, that the prevalent democratic system and the electoral process could not lead to establishment of a true Islamic welfare state on the lines of the Khalifat-e-Rashida in the context of the modern age. He criticized'pure' democracy as practiced in the West since it allows framing any kind of laws, even those against the commandments of Almighty Allah. However, he approved of the system if it were made subservient to the will of Allah in that any laws repugnant to the Quran and Sunnah could not be enacted, something that is already part of the Constitution of Pakistan. In such a form, he approved of the democratic system but considered it unsuitable for making progress towards a just Islamic welfare state in Pakistan.

Dr. Israr always preached the true message of Islam and Quran without any compromises and opposed free mixing among males and na-mahram females. Where essential, the workplace should be suitable for observing hijab and be secure. This is indeed the position of Islam.

Regarding the cases of terrorism mentioned in the referenced article, the fact is that no member of Tanzeem-e-Islami has ever been arrested in connection with IS' Khurasan province or in any other case related to terrorism. Neither has ever been accused by the authorities for involvement in terror financing. If the authorities had indeed arrested any members of Tanzeem or otherwise had found any of its members involved in terrorism in any way, then it would have surely banned Tanzeem.

Insinuations regarding the alleged connections of Tanzeem-e-Islami with IS cells operating in Karachi, Lahore and Sialkot, and other named terrorists are fabricated and none of them has ever been proven in any court of law. Had the allegations been true, Tanzeem-e-Islami would be a proscribed organization today, which clearly it is not. It has to be noted that similar finger-pointing was done by the Pakistani media, especially the liberal sections with the ulterior motive of maligning religious organizations, without any real evidence. Tanzeem is a Pakistan-wide organization and conducts Quranic lectures and sessions in many cities which are open to public.No member of Tanzeem-e-Islami was involved in Safoora Goth bus shooting of 2015, an incident of terrorism that Tanzeem-e-Islami vehemently condemned. The brutal massacre was carried out by members of the terrorist organization Jamaat Ansarul Shariah Pakistan (ASP). Tanzeem-e-Islami has no direct or indirect links whatsoever with any terrorist

indirect links whatsoever with any terrorist organization. This fact is already known to Sindh's top anti-terror cop and acknowledged on-record by the Counter-Terrorism Department's (CTD's) Transnational Terrorists Intelligence Group (TTIG) Incharge Raja Umer Khattab, along with other state institutions responsible for maintaining law and order in Pakistan.

Even Sheba Ahmed and another former member of Tanzeem-e-Islami who, at some point in time, were investigated for involvement in certain crimes had left Tanzeem long time prior to any alleged crime taking place. Clearly, they differed with Tanzeem's ideology to warrant exit from it.The fact that any of the accused were 'former' members of Tanzeem-e-Islami speaks volumes. It is worth noting that they had left Tanzeem before they committed the alleged crimes. The question to ask then is why did they leave Tanzeem? The natural conclusion is that there was divergence of views between the individual and the organization. Either the individual concerned did not find support within Tanzeem for his views or Tanzeem found him to be at odds with its own philosophy and expelled him. Other accused in these cases and referred to in the article i.e.Habibullah and Mushtaq were never associated with Tanzeem in any way.

Just like a suspect having previously attended IBA or Fordham does not make those institutions responsible, similarly him attending Tanzeem lectures or being a former member does not make Tanzeem liable for his crimes. Tanzeem is against the use of violence as a solution to Pakistan's problems. Period. In fact, it considers it a big problem for the society and does not support it or preach itin any way. Tanzeem considers a lack of full adherence to the Islamic System, not corruption, as the root cause of Pakistan's problems.

As for Madrassas, Tanzeem-e-Islami does not run any whatsoever; contrary to what is falsely stated in the article. Period. Any teaching and learning centers associated with Tanzeem-e-Islami are called "Qur'an Academy" and "Qur'an College". Being a responsible religious organization, Tanzeem-e-Islami ensures that these independent entities do not allow any militant or extremist individual, group or organization to infiltrate, let alone run, any of these teaching and learning centers, situated in any region of Pakistan. No mosque or institution affiliated with Tanzeem-e-Islami is banned or placed on any watch list (including the 4th Schedule) by any security or law enforcement agency of Pakistan.

Tanzeem does believe that Muslims should follow Islam in letter and spirit in all aspects of their lives. It calls masses to the Quranic message, tries to educate them in the complete message of Islam and to join together in a peaceful struggle for the establishment of an Islamic government. Khilafat-e-Rashida is considered by all Muslims as the Golden period of Islam in the fourteen centuries after the demise of the Prophet (PBUH). If a militant organization aims to establish an Islamic State though militant means, then although the end-goals of the two organizations maybe identical, it is wrong to say that "Its … teachings are congruent with the ideology of militant Islamist groups" as maliciously stated in the article. Tanzeem teaches non-violence while a militant organization may be propagating violence.

The whole article seems to have been written with a prejudiced and prejudged conclusion on the basis of some loose statements printed by the media. At places, it appears as if either the writer lacks full grasp of the subject or is intentionally trying to twist logic. No effort was made to ascertain facts or to check the accuracy of these statements. No evidence has been produced. Several statements are attributed to CTD with no names as to who in CTD said it or when.The article is an example of poor journalistic standards and ethics.

It must be emphasized that while several organizations including Hizbut Tahrir are banned in Pakistan, Tanzeem has never been banned or even warned. This is proof enough that the intelligence agencies including CTD did not find any evidence whatsoever against Tanzeem. Several years have passed since these events and the investigations must have been concluded by now. An iota of an evidence against Tanzeem would have resulted in action against it.

It is appropriate that Jamestown Foundation issue an apology for unnecessarily maligning Tanzeem as a terrorist organization and retract the article from its website immediately.

<u>**Note**</u>: ***Authored by the English Section of Tanzeem-e-Islami***

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.04

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore